

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۳ شعبان ۱۴۲۵ ہجری بروز ہفتہ بوقت صبح دس بجکر پچپن منٹ پر زیر  
 صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
 جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
 تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ  
 نَسْتَعِينُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ  
 وَلَا الضَّالِّينَ ○ آمِينَ۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

ترجمہ: ہر طرح کی ستائشیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام کائنات خلقت کا پروردگار ہے جو رحمت والا ہے،  
 اور جس کی رحمت تمام مخلوقات کو اپنی بخششوں سے مالا مال کر رہی ہے جو اس دن کا مالک ہے جس دن  
 کاموں کا بدلہ لوگوں کے حصے میں آئے گا خدا یا! ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تو ہی ہے  
 جس سے (اپنی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں خدا یا! ہم پر (سعادت کی سیدھی راہ کھول دے وہ  
 راہ جو ان لوگوں کی راہ ہوئی جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جو چھٹکارے گئے) اور نہ ان کی جو راہ سے  
 بھٹک گئے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْإِلْبَابُ۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (وقفہ سوالات)

محمد نسیم تریالی: پوائنٹ آف آرڈر سر! ہم نے اپنے سوالات پانچ تاریخ کے اجلاس میں بھی کہا تھا کہ  
 ہمارے بہت سے سوالات ہیں جو کہ ایک افسر کی وجہ سے اسمبلی میں پیش نہیں ہو رہے ہیں تو آپ

سے request بھی کی تھی کہ ان سوالات کو یہاں پر آنا چاہئے چونکہ ہم لوگوں نے بہت ہی جدوجہد کی بڑی محنت کے بعد چار، پانچ مہینے تک یہ سوالات ہم نے جمع کئے ہیں آج تک یہ سوالات نہیں آئے ہیں یہ تیسرا دن ہے جو کہ مؤخر شدہ سوالات اسمبلی میں پیش ہو رہے ہیں نئے نہیں آ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس دن بھی کہا تھا آپ ان سوالات کو تازہ کریں چیئرمین لے آئیں اور آپ نہیں آئے۔  
محمد نسیم تریالی: تو سہ ماہی تاریخ کو میں یہاں نہیں تھا۔

جناب اسپیکر: تو آج آ جائیں۔

محمد نسیم تریالی: آج بھی وہی مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: آ جائیں آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

محمد نسیم تریالی: اسمبلی کی کارروائی میں آ گیا ہے میں نے پوائنٹ پیش کر دیا ہے اس کو خود آنا چاہئے۔ ہم میٹنگیں کرتے رہے باقی کام تو چلا گیا۔

جناب اسپیکر: آپ کو وہاں بتائیں گے کہ اس کا طریقہ یہ ہے۔

محمد نسیم تریالی: ہم نے طریقے کے مطابق تازگی کا نوٹس بھی دیا۔

جناب اسپیکر: اب مجھے انہوں نے بتایا کہ اس اجلاس میں نمبر پر آئے گا۔

محمد نسیم تریالی: تین دن گزر گئے اور ہمارے سوالات نہیں آئے۔ ایک افسر کی وجہ سے ہم لوگوں نے احتجاج بھی کیا کہ آپ اس افسر کا رویہ ٹھیک کر دیں۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب میں نے آپ کو کہہ دیا تھا آپ آئیں آپ خود نہیں ہے۔

محمد نسیم تریالی: جناب! ایک افسر ہے جس کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ (مائیک بند)

جناب اسپیکر: اوکے آپ اسمبلی کے سٹاف کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اوکے جی چکول صاحب آپ اپنا سوال دریافت کریں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: سوال نمبر ۵۹۹۔ جناب! منسٹر صاحب نہیں ہیں ان سوالات کو مؤخر کر دیں۔

عبدالرحیم خان اچکزئی: جناب! منسٹر صاحب کبھی ہوتا ہی نہیں ہے مؤخر نہ کریں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب منسٹر صاحب کہاں ہیں؟

مولانا عبدالواسع (سنیئر منسٹر) جناب! سننے میں آیا ہے منسٹر صاحب عمرہ پر گئے ہیں یا دیہی گئے ہیں۔  
جناب اسپیکر: کوئٹہ میں موجود نہیں ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! پہلے بھی مؤخر کر دیئے ہیں لہذا ان کو مؤخر کر دیں۔ آپ نے خود اس کو  
face کرنا ہے ایک منسٹری ان نے لے لیا۔ اور وہ اس معاملے میں۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب اسپیکر: آپ یہ بتادیں کہ یہ ملک سے باہر ہے؟

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! ملک سے باہر تو یہ ہر وقت ہو سکتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اس کی جو  
ذمہ داری ہے وہ خوش اسلوبی سے نبھارہے ہیں ماسوائے ٹرانسفر پوسٹنگ کے۔ بات یہ ہے کہ وہ آجائے  
اسمبلی میں جواب دیں آپ اس کو پابند کریں۔ ایک دن بھی properly انہوں نے جواب نہیں  
دیئے ہیں۔

جان محمد بلیدی: مولانا واسع صاحب پارلیمانی لیڈر ہیں اور گیلو صاحب ہیں ان کو پتہ نہیں ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: آپ نے یہ بات فلور پر کہی تھی آپ ہمیں یہ بتادیں کہ کپشن کہاں پر ہو رہی ہے تو  
آپ کے منسٹر آج یہاں بیٹھے ہوتے تو ہم بتا دیتے کہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: تو چکول صاحب! اس کو مؤخر کرتے ہیں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: سر! مؤخر کر دیں۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۵۰۳، ۵۵۴، ۵۰۶ اور ۵۹۹ مؤخر کئے جاتے ہیں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: اس اجلاس کے آخر پر رکھ دیں۔

جناب اسپیکر: ۱۶۷۲ اور تمام سوالات اگلے اجلاس کے لئے مؤخر کئے جاتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! مسئلہ یہ ہے کہ پرسوں کے اجلاس میں بھی واحد صدیقی صاحب جب ان  
کے سوالات تھے تو وہ اس وقت موجود نہیں تھے اور جوں ہی ان کے سوالات ختم ہو گئے وہ آکر سیٹ پر بیٹھ  
گئے۔ تو یہ اسمبلی کے رولز یا اس کو چلانے کا اچھا طریقہ نہیں ہے ہمارے ساتھیوں کو دوستوں کو یہاں پر  
موجود ہونا چاہئے اور جو سوالات ہوتے ہیں جو کارروائی ہوتی ہے اس میں اس کو حصہ لینا چاہئے اور تمام

چیزوں سے بالاتر ہو کر ان کو یہاں کے کام کو ترجیح دینی چاہئے۔

جناب اسپیکر: میں مولانا عبدالواسع صاحب سے رکوئیٹ کرتا ہوں کہ وہ اپنے پارلیمانی گروپ کو پابند کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر منسٹر) جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ کوئی منسٹر غیر حاضر ہو اور انہوں نے کسی ساتھی کو ذمہ داری سونپی ہے اور وہ دوسرا منسٹر بھی اس کا جواب دے سکتا ہے اور اگر انہوں نے تیاری کی ہو لیکن اگر ہم سارے منسٹروں کو پابند کر لیں کہ سوالات کے دن آجائیں کیونکہ کسی منسٹر کو کوئی کام ہو سکتا ہے اور روز میں بھی ہے حکومت کی طرف سے کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے جناب اسپیکر! ہم کوشش کرتے ہیں کہ اسی منسٹر کو حاضر ہونا چاہئے اور اگر یہ نہ ہو تو یہ ضروری نہیں ہے یہ پابندی نہ لگائی جائے۔ صدیقی صاحب آئے تھے اور بعد میں پہنچ گئے ایک تو مجبوری ہے آغا صاحب کو ٹیڈ میں نہیں ہیں لیکن جو کوئی ٹیڈ میں موجود ہے جس کی باری ہو وہ آئندہ اپنی حاضری یقینی بنائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے اوکے۔ سردار محمد اعظم صاحب اپنا سوال دریافت فرمائیں۔ لیکن وزیر داخلہ صاحب نہیں ہے سوال نمبر ۵۷۷ مؤخر کیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔

### رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): پرنس فیصل داؤد صاحب وزیر مواصلات و تعمیرات ملک سے باہر سرکاری دورے پر ہیں انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محمد اسلم بھوتانی صاحب ڈپٹی اسپیکر، مولانا حسین احمد شروڈی صاحب وزیر بلدیات، سید احسان شاہ وزیر خزانہ اور سردار محمد اعظم موسیٰ خیل ممبر نے رخصت کی درخواستیں دی ہیں۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: نوشیروانی صاحب آپ کو پتہ نہیں تھا آپ کا سوال تھا۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب! ان کو تو شکر گزار ہونا چاہئے میں آپ کے حکم کے مطابق پہلے پابند رہے ہیں۔ یہ تو ہمارے آنے پر بھی خوش نہیں ہیں ہمارے جانے پر بھی خوش نہیں ہیں۔ جان محمد

بلیدی صاحب تو کبھی خوش نہیں ہوئے۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ آپ خواہ مخواہ ٹریڈری پنچر والوں کو تنگ کرتے ہیں سردار محمد اعظم خود ہی نہیں ہیں آپ ذرا ان سے پوچھیں کہ سردار اعظم کہاں ہیں۔

میر جان محمد جمالی: جناب! میری گزارش ہے کہ ایک تو تازہ تازہ عروس ہوئی ہے شادی کی میر عبد القدوس بزنجو صاحب نے اس سے پہلے میر شعیب نوشیروانی نے کی تھی وہ بھی دیر سے آنے لگے اور قدوس صاحب کی اطلاع یہ آئی ہے کہ وہ آواران سے جھل جھاؤ ہنی مون پر گئے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ جی!

جان محمد بلیدی: مورخہ ۷ اکتوبر کے اجلاس میں حافظ حمد اللہ نے نکتہ اعتراض پر کہا تھا کہ ۵ اکتوبر کے اجلاس میں اسمبلی کے سولہ گریڈ کے افسر کے متعلق جو اسمبلی میں کارروائی میں باتیں ہوئی ہیں ان کو حذف کیا جائے جس کے بعد آپ نے رولنگ دی کہ کارروائی حذف کی جاتی ہے ایک بات کہہ دی۔ اس کے بعد جان جمالی صاحب اٹھے انہوں نے بات کی تو کس رول کو کوٹ کئے بغیر یہ بات ہوئی عام طور پر یہ ہے کہ قاعدہ ۴۴ کے تحت جو الفاظ حذف کئے جاتے ہیں ہتک آمیز ناشائستہ اور غیر پارلیمانی یا پارلیمانی آداب کے خلاف ہو۔ ان الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے تو یہ جو باتیں ہوئیں یہ جو کہا گیا آپ نے جو رولنگ دی وہ کس category میں وہ سارا مسئلہ مبہم تھا کیونکہ اس میں سب کی باتیں ہوئیں۔

جناب اسپیکر: قاعدہ ۴۴ کے مطابق اسمبلی سیکرٹریٹ کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا ہے اسمبلی سٹاف جو بھی غلط کام کرے آپ اسمبلی چیئرمین میں اس کے متعلق پوچھ سکتے ہیں اور ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ لیکن اسمبلی فلور پر نہیں پوچھ سکتے ہیں۔

جان محمد بلیدی: جناب ابھی تک آپ نے اس پر کارروائی نہیں کی ہے۔ وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ نہیں آئے اسمبلی کے جو بھی سٹاف ہو جو بھی ممبر کے ساتھ بدتمیزی کرے آپ بتائیں میں فوراً action لوں گا۔ پکول علی ایڈووکیٹ اور عبد الرحیم زیارتوال کوئی ایک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۴ پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر ۱۴۴

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! تحریک یہ کہ گزشتہ دنوں کوئٹہ شہر میں پولیس کی نفری نے کریم نامی لڑکے کو اپنے گھر سے زبردستی نکالا اور گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اس سلسلے میں کوئٹہ شہر کے معزز قبائلی رہنماؤں نے پولیس کانفرنس بھی کی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ (اخباری تراشہ منسلک ہے)

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ گزشتہ دنوں کوئٹہ شہر میں پولیس کی نفری نے کریم نامی لڑکے کو اپنے گھر سے زبردستی نکالا اور گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اس سلسلے میں کوئٹہ شہر کے معزز قبائلی رہنماؤں نے پولیس کانفرنس بھی کی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

(اخباری تراشہ منسلک ہے) چکول صاحب آپ اس کی admissibility پہ کچھ بولنا چاہیں گے؟  
چکول علی ایڈووکیٹ (لیڈر آف اپوزیشن): جناب اسپیکر! اس پہ کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے لیکن ابھی تک ہمیں اس کا نوٹیفیکیشن نہیں ملا ہے سی ایم صاحب نے تو یہی حکم دیا تھا کہ اس کمیٹی میں ہیومن رائٹس کا ایک ممبر ہووزیر داخلہ صاحب ہو جسٹس ہوا سکے چیئرمین شپ کے حوالے سے اور میں خود محرک ہوں میرا بھی نام ہے لہذا اس میں ایک بات ہے ابھی تک نوٹیفیکیشن جاری نہیں ہوا ہے یہ مسئلہ سٹل ہے اس لیے میں اس کو مزید پولیس نہیں کرتا لیکن ایک بات ہے کہ نوٹیفیکیشن کی کاپی ہمیں جلد از جلد مہیا کی جائے کیونکہ وہاں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایک مہینے کے اندر اندر ہمیں رپورٹ دینی ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے تحریک پر زور نہیں دیا گیا اس لیے تحریک نمٹائی جاتی ہیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر صاحب! اگر میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کروں؟

جناب اسپیکر: جی ہاں کر دیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! اس دن ہماری ایک تفصیلی میٹنگ ہوئی تو چکول صاحب، سردار صاحب اور نواب صاحب بیٹھے ہوئے تھے اسمیں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک کمیٹی قائم کی جائیگی ہائی کورٹ کے محترم جسٹس کی صدارت میں وہ ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کو لکھ کر بھیج دیا ہے چونکہ کچھ ہائی کورٹ کی اپنی مجبوریاں اور مصروفیات ہوتی ہیں تو اس بناء پر یہ معاملہ تھوڑا سا ڈھیلے پڑ گیا

کیونکہ ان کی طرف سے جب کسی بیج کے کا نام آئے گا تو اس کے بعد اس کا نوٹیفیکیشن ہوگا باقی جو باڈی ہے اس کمیٹی کی وہ ہم نے مکمل کر دیا اب صرف ہائی کورٹ کی طرف سے مکمل جواب پہنچ جائے تو انشاء اللہ اس حساب سے کمیٹی بنے گی۔

جناب اسپیکر: جناب چکول علی صاحب، جناب عبدالرحیم زیارتوال، جناب محمد نسیم تریائی اور سردار محمد اعظم خان موسیٰ خیل میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۵ پیش کریں۔

### تحریک التوا نمبر ۱۴۵

محمد نسیم تریائی: ہم اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التواء کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبہ بھر میں بلعموم اور ضلع قلعہ عبداللہ میں بالخصوص امن و امان کی حالات دن بہ دن خراب ہوتی جا رہی ہیں اور معاملہ صوبائی و ضلعی حکومتوں کے کنٹرول سے باہر ہوتے جا رہے ہیں قتل ڈکیتی اور لوٹ مار کے واقعات کے ساتھ ساتھ گاڑیاں اور موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے مورخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ کے جنگ اخبار کے مطابق جنگل پیر علی زئی میں مولوی شراف الدین کو قتل کیا گیا اور ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ایسے واقعات درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں کے حساب سے ہوئے ہیں مگر حکومت اور انتظامیہ حالات کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ صوبہ بھر میں بلعموم اور ضلع قلعہ عبداللہ میں بالخصوص امن و امان کی حالات دن بہ دن خراب ہوتی جا رہی ہیں اور معاملہ صوبائی و ضلعی حکومتوں کے کنٹرول سے باہر ہوتے جا رہے ہیں قتل ڈکیتی اور لوٹ مار کے واقعات کے ساتھ ساتھ گاڑیاں اور موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے مورخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ کے جنگ اخبار کے مطابق جنگل پیر علی زئی میں مولوی شراف الدین کو قتل کیا گیا اور ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ایسے واقعات درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں کے حساب سے ہوئے ہیں مگر حکومت اور انتظامیہ حالات کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ نسیم صاحب آپ اپنی تحریک کی admissibility پہ کچھ بولنا چاہیں گے؟

محمد نسیم تریائی: جناب اسپیکر! مہربانی کہ آپ نے مجھے اس اہم تحریک التوا پر بولنے کا موقع دیا جناب والا! جیسا کہ اس تحریک التوا میں عرض ہے کہ پورے صوبے میں امن و امان کا مسئلہ ہے بلخصوص قلعہ عبداللہ میں جو روزانہ درجنوں واقعات ہوتے ہیں قلعہ عبداللہ کا ضلع صوبہ بلوچستان کا سب سے ڈسٹرکٹ ضلع ہے اور یہاں پہ جو انتظامیہ ہے وہ مجرموں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتی ہے چونکہ وہ ان مجرموں کے سامنے بے بس ہے چند واقعات جو میں نے صرف اخباری کٹنگ کی ہے پورے صوبے کے حوالے سے وہ آپ کے میں نظر کرتا ہوں کہ ۲۶ تاریخ کو وحدت کالونی میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے تین پولیس اہلکار جان بحق اور ایک حملہ آور ہلاک ہو گیا۔ دوسرا سوئی ایف سی چیک پوسٹوں پر راکٹوں سے حملہ تیسرا سجاوی یونین کونسل ناظم کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر فائرنگ دو افراد جان بحق اور چن پھانگ کے قریب زوردار بم دھماکہ ایک افراد ہلاک اور چار زخمی، حب میں اشتہاری ملزم کا پولیس پر حملہ گاڑی تباہ، اندرون بلوچستان مختلف واقعات اور حادثات میں دو بچوں سمیت پانچ افراد ہلاک اوستہ محمد ایک شخص کو کوچ سے اتار کر قتل کیا گیا پنجگورڈاکوؤں نے رقم چھیننے کے دوران مذمت پر ایک شخص کو زخمی کر دیا موٹر سائیکل چھین لی گئی جنگل پیر علی زئی مہمان کی فائرنگ سے میزبان ہلاک بھائی زخمی ملزم گھر میں داخل ہوتے ہی فائرنگ شروع کر دی جنگل پیر علی زئی میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے پانچ مسافر زخمی ہوئے کوئٹہ ایوب اسٹیڈیم پر راکٹ فائر اینگل روڈ پر بم دھماکہ میزنی اڈہ سے گاڑی چھین لی گئی اسی طرح جناب اسپیکر! سریاب لنک روڈ پر لگنے والی آگ کا واقعہ ہے موسیٰ کالونی میں بی آر پی کے اے ایس آئی سمیت دو افراد ہلاک اس طرح کے واقعات روزانہ کے معمول بن گئے جو اسمبلی کے ہوتے ہوئے ہم لوگ امن و امان پر مکمل کنٹرول نہیں کر سکتے لہذا میری یہ گزارش ہے آپ سے کہ قلعہ عبداللہ یہ ایسا نہیں ہے کہ ابھی سے ہے صرف ایف سی کی فائرنگ سے کم از کم دو سو سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں مگر آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں ہلاک ہو گئے حالانکہ ان کو یہ بھی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ ایف آئی آر تک کاٹ لے قلعہ عبداللہ میں دو سال پہلے بھی ایک واقعہ ہوا اشتہاری ملزم نے نیک بی بی کو شہید کر دیا مگر آج تک وہ قاتل سرعام پھر رہا ہے مختلف جلسے کر رہا ہے کسی نے اس کے خلاف قدم نہیں اٹھایا لہذا آپ سے اور تمام ایوان سے گزارش ہے کہ اس تحریک کو جو بہت ہی اہم تحریک ہے بحث کے لیے

منظور کی جائے شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: او کے اب اکبر مینگل صاحب اپنی تحریک التوا نمبر ۱۵۲ پیش کریں۔

### تحریک التوا نمبر ۱۵۲

محمد اکبر مینگل: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ کے قاعدہ نمبر ۷۰ تحت تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ خضدار میں سرکاری سیکورٹی اہلکاروں کی مبینہ فائرنگ سے دو افراد موقع پر ہلاک ہو گئے جبکہ ایک شدید زخمی کو گرفتار کر لیا گیا جو کہ اب تک جیل وارڈ میں زیر علاج ہے ان کے علاوہ دو افراد محمد رمضان اور رضا محمد اب تک لاپتہ ہے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام میں شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ خضدار میں سرکاری سیکورٹی اہلکاروں کی مبینہ فائرنگ سے دو افراد موقع پر ہلاک ہو گئے جبکہ ایک شدید زخمی کو گرفتار کر لیا گیا جو کہ اب تک جیل وارڈ میں زیر علاج ہے ان کے علاوہ دو افراد محمد رمضان اور رضا محمد اب تک لاپتہ ہے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام میں شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب والا! اس سلسلہ میں میں کچھ بولنا چاہتا ہوں۔ میں صرف آپ کے دو منٹ لوژنگ تھوڑا سا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اس میں آپ کا نام ہے؟

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب والا! اس میں میرا نام ہے قلعہ عبداللہ کا ذکر ہے میں وہاں کا ایم پی اے ہوں۔

جناب اسپیکر: جب بحث کے لئے منظور ہوگی اس میں پھر آپ کو موقع دیں گے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: میں صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب اسپیکر: آپ کا نام نہیں ہے۔ زیارتوال صاحب بول سکتے ہیں اعظم موسیٰ خیل بول سکتے ہیں آپ نہیں بول سکتے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نام دیا تھا۔ آپ اپنا ریکارڈ چیک کر لیں اس میں میرا نام ہے۔  
 جناب اسپیکر: کچھ کول علی ایڈووکیٹ، عبدالرحیم زیارتوال اور سردار اعظم موسیٰ خیل۔  
عبدالمجید خان اچکزئی: میں قلعہ عبداللہ کا ایم پی اے ہوں۔  
 جناب اسپیکر: نام ہے۔

میرجان محمد جمالی: جی ان کا نام ہے عبدالمجید خان اچکزئی۔  
عبدالمجید خان اچکزئی: میں اسپیکر صاحب آپ کے دو منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔  
 جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب original میرے ساتھ ہے آپ کا نام نہیں ہے۔  
 سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب! میری باری ان کو دے دیں۔  
 جناب اسپیکر: پھر روایت قائم ہوگی۔ سردار اعظم صاحب بات کریں۔  
 محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! سردار محمد اعظم موسیٰ خیل کا رخصت میں نام ہے۔ اس کی تو  
 رخصت کی درخواست منظور ہوگئی۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! میں صرف اتنی وضاحت کروں گا۔  
 جناب اسپیکر: آپ کو خصوصی اجازت ہے۔ پھر اس روایت کو قائم نہیں ہونی ہے۔  
عبدالمجید خان اچکزئی: thank you جناب اسپیکر! ہمارا ضلع قلعہ عبداللہ صوبہ نہیں بلکہ ملک کا سب  
 سے ڈسٹرب ترین علاقہ ہے۔ جب یہ تحریک التوا منظور ہو جائیگی تو ہم آپ کو ریکارڈ پر یہ بات بتا دیں گے  
 کہ ہمارے ضلع میں دس سال سے پانچ سو سے زیادہ قتل ہوئے ہیں جس ضلع میں پانچ سو سے زیادہ قتل  
 ہو یہ میرے پاس دو اخبار پڑے ہوئے ہیں ایک کل شام کا اخبار ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ گلستان میں  
 کروڑوں روپے کی ایک ہزار کلوگرام چرس برآمد ہوئی۔ دوسرا اخبار صبح کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے سمگلنگ  
 کی کوشش ناکام بنا دی ہے۔ ایک دوسرا اخبار میرے پاس ہے جو صبح کا ہے اس میں بھی یہ ذکر ہے ہمارے  
 ضلع میں جناب اسپیکر! واقعات گھنٹے کے حساب سے ہوتے ہیں۔ اس بارے میں جب آپ بحث کے  
 لئے منظور کریں گے تو ہم اس میں اپنی ڈٹیل دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: او کے مہربانی۔ جی اکبر مینگل صاحب!

محمد اکبر مینگل: مہربانی جناب اسپیکر! اس وقت بلوچستان خون سے لت پت اور ایک پر آشوب دور سے گزر رہا ہے اس بد قسمت صوبے میں تین ملٹری آپریشن ہو چکے ہیں چوتھا جو اس وقت غیر اعلانیہ طور پر جاری ہے اس وقت وڈھ زہری کا علاقہ، ڈیرہ بگٹی، کوہلو، کوئٹہ، قلات، پنجگور، تربت اور مختلف پشتون علاقوں میں اس کا باقاعدہ اس کا آغاز ہو چکا ہے حالیہ دنوں میں وڈھ میں مینگل قبیلے کے باران شاخ کے قبیلے حاجی عبدالرحیم مینگل پرائف سی نے قاتلانہ حملہ کیا۔ یہ اطلاع ہمیں پہلے ملی تھی کہ مینگل قبیلے کی مختلف شخصیات پر ریاست دہشت گردی کے حملے ہونگے اس کی نشاندہی میں نے پچھلے اجلاسوں میں بھی کی تھی تین دن سے مسلسل ایف سی کی وردی میں ملبوس اے ٹی ایف اور ملٹری انٹیلیجنس کے آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا وہ اپنے کروماٹیٹ کے ماٹن ہے وہ وہاں جا رہے تھے اس کے ساتھ دو تین مزدور تھے اور ان کے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں تھا نہتے شہری تھے اگر ہماری گورنمنٹ کسی کو روزگار نہیں دے سکتی کم از کم اس کو اس کی زندگی سے ہاتھ دھونا نہ پڑے۔ یہ اس کو حق نہیں پہنچتا اس کو ہلاک کر دے۔ جناب اسپیکر! سردار اختر جان مینگل خلاف بھی ایف آئی آر درج ہوئی ہے مختلف قتل کی واردات کے سلسلے میں ہمارے کئی بی این پی کے ساتھی قلات کے جو صدر ہیں لیاقت مینگل وہ بھی گرفتار ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ریاستی دہشت گردی کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ مختلف پارٹیوں مختلف قبائل مختلف علاقوں کے لئے اور یہ بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔ کہ اے ٹی ایف اور ملٹری انٹیلیجنس اور ملیشیا جس کو ایف سی کہتے ہیں باقاعدہ ہماری قبائلی شخصیت کا پیچھا کرتی ہے اسے گاڑی سے اتار کر پھر اس پر حملہ آور ہوتی ہے اس وقت بلوچستان جیسا کہ میں نے کہا بلوچستان خون سے لت پت اور ایک پر آشوب دور سے گزر رہا ہے ہمارا گناہ ہماری خطا یہی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس سرزمین کے وارث ہیں یہاں کے وسائل کے صحیح حق دار یہاں کے شہری ہیں یہاں کے لیکن ہمارے بڑے بھائی جس کو بھائی تو نہیں کہنا نہیں چاہئے اس نے ایک منصوبہ بنایا ہے پچھلے پانچ دہائیوں میں مختلف ادوار میں مختلف فوجی حکمرانوں کے دور میں ملٹری آپریشن کیا گیا۔ ایک اور آپریشن اس وقت جاری ہے جس کا شکار ہم سب ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ایف سی جس کی تعداد زیادہ تر دوسرے صوبوں سے ہے یہاں پر تعینات کی جاتی ہے ملٹری کے آفیسر اس کو کمانڈ کرتے ہیں اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کی جا رہی ہے سیاسی شخصیات کے خلاف استعمال کی جا رہی ہے ایسے حالات ایسے واقعات میں

اگر بلوچ قوم بے یقینی اور بے کیفیت کا شکار نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ یقیناً ایسے حالات میں لوگ جب اپنے گھروں میں محفوظ نہ ہو لوگ قومی شاہراہوں پر محفوظ نہیں ہو تو پہاڑوں کا رخ اختیار کریں تو بے جا نہ ہوگا جناب اسپیکر! بنگالی محبت وطن تھے۔

جناب اسپیکر: آپ بحث کر رہے ہیں آپ اس کی admissibility پر بولیں۔

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر: میں اسی کے حوالے سے بول رہا ہوں۔ بلوچستان میں مختلف ادوار سے اس کا سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے جناب اسپیکر! ایف سی کو یہ اختیار دیا گیا ہے اس کو ٹارگٹ دی گئی ہے مختلف شخصیات کے مختلف سیاسی شخصیات کے لئے اور اس کو باقاعدہ ٹارگٹ دی گئی ہے اور وہ اس پر باقاعدہ عمل پیرا ہے۔ اس وقت بلوچ قوم دہشت گرد کہلائی جاتی ہے کیا میں پوچھتا ہوں کہ ڈیرہ بگٹی میں جو خواتین ایف سی کے ہاتھوں مارے گئے وہ بھی دہشت گرد تھے؟ کیا ان کے پاس بھی اسلحہ تھا؟ کیا ان کے پاس بھی ہینڈ گرنیٹ تھے؟ کیا وہ ڈھ میں جو نئے قبائلی جو اپنے کاروبار کے لئے اپنے ماٹن کی طرف جا رہے تھے وہ بھی دہشت گرد تھے؟ جناب! اگر پاکستان کا قانون پاکستان کا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ اور بلوچ قوم کے ساتھ ان کا رویہ یہی ہے۔

جناب اسپیکر: مینگل صاحب! مکمل بحث آپ کر رہے ہیں آپ اس کی admissibility پر بولیں جب بحث لئے منظور ہو جائے پھر بحث کریں۔

محمد اکبر مینگل: جناب! میں تمام بلوچستان اسمبلی کے اراکین سے گزارش کرتا ہوں یہ اس وقت بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اوکے جی کچول صاحب!

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب! اس کی ایڈ میز بلٹی کی بات ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے تاہم جو جاری ہے۔ تقریباً ہمارے سو ڈیڑھ سو لوگ مختلف اضلاع سے لاپتہ ہیں۔ اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے ہاتھ سے ٹارچر ہو رہے ہیں۔ اور قانون یہ ہے کہ چودہ دن سے زیادہ کسی ملزم پر جو اس پر الزام ہو وہ پابند ہے اس کو عدالت کے سامنے پیش کرے۔ یہاں انسانی حقوق بنیادی حقوق بلوچستان میں پامال ہو رہے ہیں اور کن کے ہاتھوں؟ ان کے ہاتھوں جن کے ہاتھ میں قانون ہے۔ لہذا ایک اہم مسئلہ ہے بلوچستان کے عوام کے

مفادات کی خاطر ہم کہتے ہیں اس مسئلے پر بحث ہو۔ اس کی ہمیں اجازت دی جائے۔  
سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب! میں بھی اس کا محرک ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس پر کچھ  
 گزارش کروں۔

جناب اسپیکر: بحث کے لئے ابھی تک منظور نہیں ہوئی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: اگر منظور نہیں ہوئی مگر امید تو ہے ایسی چیزیں تو یقیناً منظور ہوتی رہیں گی کیونکہ یہ  
 سب کا مسئلہ ہے یہ اکیلا اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے ہم سے زیادہ اقتدار والے خطرے میں ہیں۔ اقتدار  
 والے زیادہ گڑ بڑ میں ہیں ان کی زیادہ سیکورٹی ضروری ہے ان کے لئے امن و امان کی حالت بہت  
 ضروری ہے تاکہ امن ہو peace ہو شانتی ہو اس دھرتی میں۔ آج مجھے موقع دیں اسپیکر صاحب! جب  
 سے آپ آئے ہیں معاملہ بڑا اچھا چل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی!

(باہم گفتگو)

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! مجھے کہاوت یاد آئی کسی گاؤں میں ایک آدمی بے ہوش ہو گیا جب کمپاؤنڈر آیا  
 تو اس نے کہا یہ مرا ہوا ہے تھوڑی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو وہ اٹھ گیا لیکن گاؤں والوں نے کہا تم  
 لیٹ جاؤ تم تو مرے ہوئے ہو۔ آپ اس کو چھوڑ دیں آپ خود کہتے ہیں یہ رخصت پر ہے۔  
سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! زندہ میں اس کا کوئی فائدہ نہیں جب مرے اس کا کچھ ہوتا ہے مرے  
 تو اس کا فائدہ ہے زندہ میں اس کا loss ہے۔ پشتو مثال۔ ڈما ڈم سازی خواہی مراد م ساڑی خواہی۔  
چکول علی ایڈووکیٹ۔ جناب اسپیکر! بہت اہم مسئلہ ہے میں اپنے ممبران سے درخواست کر لوں گا کہ اس  
 سے ظرافت ہو لیکن جب وہاں خون ہوٹا چر ہو وہاں اقتصادی حقوق متاثر ہو میں کہتا ہوں اس مسئلے پر  
 سنجیدہ ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر: اب اگر سردار صاحب چھوڑیں تو ہم ہاؤس سے رائے لے لیں گے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! میں تو کھڑا ہوں میں بولنے کے لئے تیار ہوں تاکہ کوئی پریشر ہو۔  
جناب اسپیکر: آیا ہر دو تحریک کو منظور کرتے ہوئے بحث کے لئے منظور کیا جائے جو اراکین اس تحریک کو

بحث کے لئے منظوری کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): جناب اسپیکر! اگر آپ قاعدے کے مطابق ہاؤس چلائیں وہاں ان کی ایڈمیزبلٹی پر آپ نے ان کی بات سن لی اور یہاں سے حکومت کے موقف کو نہیں سنا ہے پہلے آپ کو حکومت کے موقف کو سن لینا چاہئے تھا پھر اس کے بعد اس پر رائے شماری کرتے۔ اس میں آپ نے حکومت کا کوئی موقف نہیں سنا حکومت موقف پیش کرتی کہ یہ معاملات ہیں جب دونوں طرف سے باتیں سامنے آجاتی ہیں پھر منظور اور نا منظور کی بات ہوتی ہے۔ حکومت انتظار میں بیٹھی ہے اور وہاں آپ نے اپنی رائے لے لی۔

جناب اسپیکر: لائینڈ آرڈر کا مسئلہ ضروری ہے۔

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): نہیں جب تک حکومت کا موقف سامنے نہ آجائے تو اس وقت تک آپ رائے شماری نہیں کر سکتے۔

جناب اسپیکر: ابھی آپ کے پیچھے سارے پھیلے ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): شاید ہم اپنی رائے کے دوران ان کی اس بات کو تسلیم کر کے اس بات پر اتفاق ہو جائے جہاں اس قسم کی بات کریں شاید وہ ہماری باتوں سے مطمئن ہو جائیں یہ سارے بحث کے لئے منظور نہ کریں کیونکہ وہ ہمارے موقف سے مطمئن ہو جائیں گے لیکن آپ ان کی باتیں سن کر رائے لے رہے ہیں۔ (مداخلت)

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے آپ سب کچھ دیکھ رہے ہیں آپ کی نظر تیز ہے اور حزب اقتدار والوں کی نظر کمزور ہے امن وامان کا مسئلہ ہے لوگ مر رہے ہیں ڈاکے ہو رہے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): سردار اعظم صاحب! اگر آپ اس مسئلے کو مذاق کے طور پر لائے ہیں تو ہم مذاق کے طور پر لائیں گے بس ہو گیا پیش ہو گیا معاملہ۔ اگر آپ لوگوں کے پاس بلوچستان کے امن وامان کا فکر ہے انسانی حقوق کا فکر ہے لوگوں کے قتل و غارت کا فکر ہے تو پھر دونوں طرف سے اس کے متعلق موقف سن لیں پھر اس کے بعد ہم بحث کے لئے منظور بھی کر لیں گے ہم اس کو عزت کا مسئلہ نہیں سمجھتے ہیں

یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے یہ انسانی حقوق کا مسئلہ ہے اس کو ہم سمجھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی نوشیروانی صاحب!

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب! جیسا کہ مولانا واسع صاحب نے کہا ہے جو تحریک پیش کرنے والا ہوتا ہے وہ بات کرتا ہے اور جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہوتی ہے وہ اپنا جواب دے اور اپنی صفائی پیش کر سکے اور وضاحت کر سکے بالکل ہم یہ بات ماننے کے لئے تیار ہیں کہ اس وقت بلوچستان میں جو امن و امان کی صورتحال ہے وہ کافی حد تک گھمبیر ہو چکی ہے اس بات کو ہم بھی مانتے ہیں تسلیم کرتے ہیں ہم دن رات کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ ان حالات کو کس طرح بہتر کر سکیں اور اس میں improvement لاسکیں۔ لیکن جہاں بلوچستان کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس وقت صرف بلوچستان نہیں پورا پاکستان ایسے دہشت گردی کے واقعات کا شکار ہے بلکہ میرے خیال میں اس وقت پوری دنیا جو ہے اس قسم کے واقعات کا شکار ہے میرے دوست جس طرح نسیم تریائی صاحب نے اپنی تحریک میں روزانہ کے واقعات میں کرائم کا ذکر کیا کہ بلوچستان میں آئے روز جس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں اس طرح کے واقعات میرے خیال میں پوری دنیا میں روزانہ پیش آتے ہیں لیکن ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے پیرامیٹر کے اندر رہتے ہوئے کہ اپنے صوبے میں جہاں ہمارا کام اور اپنی ذمہ داری بنتی ہے وہاں پر ہم اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے نبھاسکیں۔ ایک تحریک جو نسیم تریائی اور جناب زیارتوال صاحب اور کچکول علی ایڈووکیٹ صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھی اس کے سلسلے میں میں اس دن عبدالجید صاحب سے بھی گفتگو کر چکا تھا اور اس کی وضاحت کے لئے میں نے حافظ حمد اللہ صاحب سے بھی پوچھا تھا اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مولوی شراف الدین کو قتل کیا گیا اس سلسلے میں میرے اور میرے محکمہ کے سیکرٹری کی گفتگو ہوئی جو وہاں کے انتظامی افسران ہیں اے ڈی او ہے اس سے بات چیت ہوئی تھی تو انہوں نے یہ بتایا کہ مولوی شراف الدین نام کا کوئی بندہ قتل نہیں ہوا ہے۔ ہاں انہوں نے کہا کہ مولوی شراف الدین کا جو بیٹا عبدالرشید ہے اس کو اس کے گھر میں آ کر قتل کیا ہے کوئی ذاتی چپقلش یا دشمنی اس سے تھی لیکن بعد میں وہاں جا کر فورسز جب وہاں پہنچے اور آفیسر پہنچے تو اس پر انہوں نے مزید پرچہ نہیں کاٹا اور ایف آئی آر درج کرنے سے بھی انکار کر دیا کیونکہ انہوں نے کہا وہ کسی کے خلاف

ایف آئی آر نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ تحریک جو مکمل طور پر واضح کرتی ہے کہ اس میں ابہام ہیں اور اسمیں باتیں کلیئر نہیں ہیں جو کہ ڈسٹرکٹ انتظامیہ سے ہم نے کنفرم کر رکھی ہیں اور ان سے بھی میں نے پوچھا ہے شاید ان کو بھی اس معاملہ کا پوری طرح علم نہ ہو تو یہ تحریک میرے خیال میں تحریک نہیں بنتی ہے کیونکہ اس پر صحیح arguments نہیں مل رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! جو تحریک استحقاق یا تحریک التوا پیش ہوتی ہے اس کے رولز ریگولیشن ہیں جب اس کو ہاؤس میں رائے شماری کے لئے بھیجتی ہے اس کے حق میں کتنے ووٹ آتے ہیں اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس پر بحث ہو اب اس پر بحث ہو سکتی ہے اگر آپ آنریبل منسٹر صاحب کو یا مولانا واسع صاحب کو دونوں کو اس سے پہلے رائے شماری سے پہلے ان کو وقت دیتے کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ دیتے جب تحریک التوا نمٹا دی گئی اس پر رائے شماری ہو گئی اس کے بعد پھر آپ بحث میں حصہ لیں گے تو اس پر فائدہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی تک رولنگ میں نے نہیں دی ہے۔

شاہ زمان رند: جناب! اس پر رولنگ تو ہو گئی ہے وہ آپ کے سامنے ہو گئی۔

میر شعیب نوشیر وانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! ایک اور گزارش بھی ہے کہ آپ رائے شماری پوری احتیاط سے کریں۔ اور اس سلسلے میں میری عبدالمجید خان سے بات ہوئی ہے اور نسیم تریائی سے تو بات نہیں ہوئی ہے اس دن موجود نہیں تھے اور حافظ حمد اللہ سے بھی یہی بات کی کہ وہاں پر جو سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ وہاں پر ایسے آؤٹ لاز اور ایسے کرملز ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو miscreants ہیں۔ ان کے سلسلے میں میں نے کہا ہم بیٹھتے ہیں آپس میں ایک فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ وہاں پر کچھ ایسے لوگ ہیں ان کے بقول کچھ مہاجرین ایسے ہیں outsiders ہیں اور وہ اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ پھر میں نے ان سے بات کی کہ اس پر بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ وہاں سے ان کو باہر کرنے کا کونسا طریقہ کار ہے اس پر کس طرح عمل کیا جائے تو میں اس تحریک پر اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ ہمارا بھی مقصد یہی ہے جس طرح کہ آپ کا ایک نیک مقصد ہے اور ہمارا بھی نیک مقصد یہی ہے کہ ہم اس پر ایک فیصلہ کریں بجائے

اس پر بولنے کے یا تقریر کرنے پر بحث پر اپنا وقت گزاریں تو آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب!

میر جان محمد جمالی: دونوں طرف کے دوستوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: لاگو صاحب تشریف رکھیں۔ (مداخلت۔ مائیک بند)

میر جان محمد جمالی: میری ایوان کے دونوں طرف کے دوستوں سے گزارش ہے کہ ایک تحریک آئی ایک امن وامان کے مسئلے کی نشاندہی کی گئی ہے اور عمومی حالت پر بحث ہوئی ہے۔ مولانا واسع صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے اور میں اپوزیشن کے دوستوں سے بھی گزارش کروں گا کہ رائے شماری کو چھوڑ دیں آپ بنیاد پر آئیں بنیادی مسئلہ ہے امن وامان بلوچستان میں۔ میری گزارش ہے کہ مولانا واسع صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ اس بحث میں حصہ لیتے ہیں اور میری دونوں سروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی کوئی آراء دے کہ مسئلے کے حل کا طریقہ کیا ہے اس کو آنا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! ایک منٹ۔ آئیں چونکہ صرف ایک ضلع کی بات نہیں ہے مجموعی صوبہ بلوچستان کی صورتحال کا مسئلہ ہے اس میں آپ ذرا۔۔۔۔۔

رحمت علی بلوچ: جناب اسپیکر! ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: ابھی ان کا مؤقف سن لیں۔

رحمت علی بلوچ: جناب وزیر داخلہ کی اس بات پر بہت افسوس ہوتا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم خواہ مخواہ ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): نہیں نہیں۔۔۔۔۔

رحمت علی بلوچ: میرے خیال میں اکبر مینگل صاحب نے جو اہم تحریک پیش کی ہے۔ ہمارے بندے ابھی تک لاپتہ ہیں۔ اس پر۔۔۔۔۔ ان کے گھر والوں پر کیا گزرے گا۔ میں وزیر داخلہ سے پوچھنا چاہتا ہوں جب تک آپ بیٹھ کے بحث نہیں کریں گے تو بلوچستان کے امن وامان پر آپ کس طرح قابو پالیں گے۔ تو اس پر ہمیں بہت افسوس ہوتا ہے کہ بلوچستان کے امن وامان کو حکومتی worker اپنی ناقص کارکردگی کی بناء پر خود خراب کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

رحمت علی بلوچ: تو اس پر میرے خیال میں آپ نے ruling دی ہے اس پر زیادہ بحث ہونی چاہئے۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): آپ نے ابھی تک ruling نہیں دی ہے۔

رحمت علی بلوچ: تاکہ بحث ٹھیک ٹھاک طریقے سے ہو۔

جناب اسپیکر: او کے جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! جو پہلی تحریک اسمیں قلعہ عبداللہ کے حالات خصوصاً

جنگل پر علی زئی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ ٹھیک ہے ناں جناب!

جناب اسپیکر: جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): اسمیں جو جس بندے کے قتل کا کہا گیا ہے ہمارے record میں

ہماری انتظامیہ کے record میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اس بندے کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: اسمیں نوشیروانی صاحب! پلیز۔ پلیز بات سنیں۔ اُس میں بھی صوبہ بھر بالعموم اور ضلع

قلعہ عبداللہ بالخصوص۔ اور دوسری تحریک میں صوبہ بھر کا ہے۔ یعنی پورا بلوچستان کے حوالے سے ہے جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! اسی سلسلے میں میں بات کر رہا ہوں۔ کہ جو مسئلہ خاص کر

جنگل پر علی زئی کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے۔ میں نے اُس دن بھی ان سے بات کی تھی کہ ہم

اسمبلی کے بعد آپس میں بیٹھ کر ایک ایسا فیصلہ اس پر کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر پوری طرح عمل

کریں گے۔ کیونکہ میں نے یہ بات نہیں کہی کہ اسمبلی میں ہم اپنا یہ یعنی فضول یا خدانخواستہ کوئی بکواس کر

رہے ہیں۔ یہ نہیں ہے۔ یہ اسمبلی ہے اس کا ایک اپنا معیار ہے اور اس کا ایک بہت اُونچا اور اعلیٰ مقام

ہے۔ آج آپ نے یہ تحریک پیش کی تو میں اُٹھ کر کھڑا ہوا ہوں۔ آپ کی اُسی تحریک پر آپ کو یہ عرض اور

یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اُس جگہ کی حالات کیلئے ہم باہمی فیصلہ کریں گے۔ اگر اسمبلی کا

وقار یا فیصلہ یا بلند مقام کو میں نہیں مانتا تو میرے خیال سے ان کی تحریک کو بھی میں نہیں سنتا۔

عبدالرحیم زیارتوال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: جی!

عبدالرحیم زیارتوال: ہمارے home minister نے یہ کہا ہے کہ۔۔۔ یہ بندہ قتل ہوا ہے اور FIR

کوئی درج نہیں کر رہا تھا اس کی وجہ کیا ہے؟

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! وہ خود FIR۔۔۔ مولوی شراف الدین کا بیٹا

عبدالرشید نامی اُس کو قتل کیا گیا مولوی شراف الدین نے FIR درج کرنے سے انکار کیا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: ہمارے پورے ضلع کو ریغمال بنایا گیا ہے ہم اس فلور پر یہی بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم

کہہ رہے ہیں جب یہ بحث کے لئے منظور ہوگئی ہے اس پر ہم بحث کریں گے۔ ہم آپ کو حقائق بتائیں

گے۔ آپ کے home secretary کے ساتھ دو سال سے ہماری میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ دو سال

میں اس کا کچھ بھی نہیں نکلا ہے۔ جناب اسپیکر! اُس میں جناب اسپیکر! دو issues اٹھائے گئے ہیں۔

اُس میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ صوبے میں امن وامان بالخصوص فلاں جگہ کا امن وامان۔ ان کے۔۔۔ وزیر

موصوف صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف صاحب اپنے عملے سے اس بارے میں

صحیح طریقے سے پوچھ لیا کریں۔ FIR جو آدمی مرجاتا ہے سرکار کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ FIR درج

کرے۔ میری ڈیوٹی یہ ہے کہ میں اُس کو nominate کروں ملزم کو اگر مجھے معلوم ہے۔ اگر مجھے

معلوم نہیں ہے تو گورنمنٹ کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ نامعلوم ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرتی ہے۔

اور ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے اور سرکاری کی جانب سے ہی درج ہو جاتی ہے۔ تو لوگ وہاں گئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ وہ درج کروا رہے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں ایسے زور آور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ

اُن کے خلاف اگر آپ ایف آئی آر درج کریں گے تو دوسرے دن گھر پر آ کے بچوں کو بھی مار دیں گے۔

اس وجہ سے نہیں کر رہے ہیں اور اُن کو چھوڑ رہے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ disturb areas

میں جیسے خود تسلیم کر رہے ہیں کہ وہاں law and order کی صورت حال انتہائی خراب ہے۔ کوئی بھی

شخص جیسا کہ مجید خان صاحب نے کہا کہ اتنے لوگ مرے ہیں۔ آج تک نہ کوئی قاتل گرفتار ہوا ہے۔

اور اسکے علاوہ یہ بھی ہوا ہے کہ قاتلوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ قاتلوں پر جو cases جو

درج ہوا کرتے ہیں جو ثابت ہوتے ہیں اُن کو چھوڑ دیتے ہیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی!

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): میں نے کارروائی اور ایف آئی آر کا اُس کے والد کا۔۔۔ جو سرکاری کارروائی ہے وہ تو ہو جاتی ہے اُس کو کوئی روک نہیں سکتا اور اُس سے بالاتر کوئی بھی نہیں ہے وہ تو ہونی ہے۔ لیکن جو کہ کارروائی چلانے کے لئے ایک طریقہ کار یعنی اُس کے family جو affected لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایسا کوئی درج نہیں کیا میرا کہنے کا مقصد یہ ہے۔ جہاں تک انہوں نے کہا کہ اُس ڈسٹرکٹ میں ایسے بااثر۔۔۔ میرے خیال سے آج کل جو نیا سسٹم وجود میں آیا ہے وہ یہی ہے کہ جو ڈسٹرکٹ سطح پر ہے law and order کا responsible is the Nazim-e-Aala- the Nazim کی اپنی پارٹی کا ان کا اپنا بندہ ہے۔ وہ تو میرے خیال سے غلط ہی بات ہوگی کہ اُن کا اپنا ہی بندہ ہوگا شاید کوئی روکنے والا۔۔۔ اور وہاں پر جو کہ tribal influence ہے وہ بھی ان کی اپنی پارٹی اور ان کے اپنے لوگوں کی ہے۔ تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہاں پر کوئی تیسرا بندہ آ کر outsider آ کر اپنی بالادستی قائم کر سکے۔ لیکن جہاں تک انہوں نے بات کی کہ ایف آئی آر یا قانون کے یہ جو enforcing agencies ہیں اُن کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں۔ وہ اپنی کارروائیاں اپنے مطابق کر رہی ہیں۔ میں نے یہاں پر صرف بات اُن کے family جو affected ہیں اُن کی طرف سے کی اور اس قرارداد کے متعلق کہا کہ اس قرارداد میں جو بات لکھی گئی ہے وہ غلط ہے۔ مولوی شراف الدین کا جو بیٹا ہے اُس کو قتل کیا گیا ہے جو ہمارے پاس رپورٹ ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ مولوی شراف الدین کو قتل کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں نے کہا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! میں اُس پر اپنی بات wind up کر دوں اُس کے بعد میں۔۔۔ (مداخلت)

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! زیارتوال صاحب! جو دونوں تحریکیں۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں محرک کی حیثیت سے بول رہا ہوں جناب! میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): اصل میں میں وضاحت دونوں تحریکوں کی کر رہا تھا۔ ان کی وضاحت



صوبہ بھر کا مسئلہ ہے لیکن خاص کر آپ نے یہ جو جگہیں ہیں ان کو آپ نے nominate کر دی ہیں اس میں clear ہو گیا ہے۔ اُس کے لئے ہم آج ہی اسمبلی کے بعد بیٹھ کر باقاعدہ ایک فیصلہ لیتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ یہیں پر حل ہو۔ ہمارا مقصد اور مدعا ہے مسائل کا حل۔ میرے خیال سے ہمارا مقصد بھی یہی ہے اور ہمارے دوست بھی یہی چاہتے ہیں ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ تو اُس پر میں نے یہی گزارش کی ہے۔ جہاں تک دوسری تحریک میرے بھائی اکبر مینگل صاحب کی طرف سے تھی کہ جو ایف سی کی فائرنگ سے جو بندے ہلاک ہوئے ہیں اُس کے سلسلے میں تھا تو اُس کی وضاحت جو میرے پاس لکھی ہوئی ہے یہ میں بیان کر دوں تو یہ میرے خیال سے ضروری ہے اُس کے بعد آپ فیصلہ کر دیں۔ ایک بات clear ہو جائے کہ justification کے بغیر کسی بھی force کے ہاتھ میں یہ power اور یہ طاقت نہیں ہے کہ legally طور پر یا کسی بے گناہ کو مارے یا مار سکے۔ justification کے بغیر وہ ایسے اقدام کر نہیں سکتے۔ اگر اُس سے سرزد ہوتی ہے تو اُس کو اُس کی سزا مکمل طور پر مل جاتی ہے۔

--- (مداخلت)

عبدالرحیم زیا رتوال: کیسی بات کرتے ہو۔ گھر سے نکال کے گولی مار دی۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: سُنیں۔۔۔ آپ۔۔۔ (مداخلت۔ شور) رحیم صاحب آپ ایک وقت میں نہیں بولیں آپ اس کو بولنے دیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): ایک کمیشن قائم کر دیا گیا ہے۔ اگر عبدالکریم شاہوانی کو بے گناہ مارا گیا ہے اور جو لوگ اس میں ملوث ہیں وہ کسی بھی طرح قانون کے ہاتھوں اور سزا سے بچ نہیں سکیں گے میں اسمبلی فلور پر guarantee سے کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جان محمد صاحب آپ direct نہیں بولیں۔ جی!

جان محمد بلیدی: وہ کیسے قتل ہوا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: آیا تحریک نمبر ۱۱۴۵ اور ۱۵۲ کو clip کرتے ہوئے بحث کے لئے منظور کی جائے؟ جی!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! جیسا کہ جمالی صاحب نے کہا پوری امن وامان کیلئے جو list تریائی صاحب نے پیش کر دی تو سارے امن وامان کے لئے ایک دن مقرر کر دیں اور اُس پر بحث کرنے کے لئے یہ تحریک التواء بھی آجاتی ہے اور دوسری بھی آجاتی ہے اس کے بعد بھی جو تحریک التواء آئے گی تو امن وامان کے لئے ایک دن مقرر کر کے وہ ساری تحریک التواء اُس میں ڈال دیں۔

جناب اسپیکر: ابھی اس کو بنیاد بنا کر کے وہی امن وامان کا دن ہوگا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): بس وہی امن وامان کا دن ہوگا۔

جناب اسپیکر: اس تحریک کو بنیاد بنا کر کے؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ تحریک کو قاعدہ ۵۷ (۲) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی لہذا یہ تحریک مورخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ کے اجلاس میں بحث کے لئے منظور کی جاتی ہے۔ (ڈیسک بجائے گئے)

میر جان محمد خان جمالی: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی!

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! آپ نے یہ رولنگ دی اور مولانا صاحب نے تعاون کیا جو کہ سینئر وزیر بھی ہیں۔ امن وامان کے لئے یہ بحث بہت ہی ضروری تھی۔ آپ نے اچھا کیا یہ رولنگ دی لیکن بہت سے ایسے مسئلے ہیں جو آپ کے التواء کی تحریکیں دوسری تحریکیں مجھے آپ سے بھی گلہ اور ایوان سے بھی۔ جس میں حصہ دار بھی ہوں اپنے آپ سے بھی گلہ ہے۔ آج تک آپ کی کوئی کمیٹی نہیں بن سکی کہ یہ چیزیں کمیٹیز میں جائیں دو سال ہو رہے ہیں آپ کی اسمبلی کی کیا کارکردگی ہے۔ جس اسمبلی میں کمیٹیز نہ بنی ہو۔

جناب اسپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! آپ کمیٹیاں بنائیں گے جب کمیٹیوں کے چیئرمین شپ ان کی ضرورت ہے۔ ہر چیئرمین شپ کے لئے یہ کھڑے ہوتے ہیں پھر آپ کیسے کمیٹیاں بنائیں گے؟

(باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التواء نمبر ۱۴۲ پر عام بحث)

جناب اسپیکر: مورخہ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۲ کے اجلاس میں باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۴۲ پر عام بحث۔ اور جو بھی معزز رکن بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنا نام نوٹ کروائیں۔ پہلے محرکین میں سے شروع کرتے ہیں۔ جی سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! تحریک التوا (BHU) اور (RHC) کے حوالے سے ہیں جن کا تعلق حافظ حمد اللہ صاحب سے ہے۔ کہ اس وقت صوبے میں جتنے (BHU) اور (RHC) وغیرہ ہیں سارے بند پڑے ہیں۔ نہ کہ ان میں ادویات ہیں اور نہ ہی ڈسپینسریاں نہ کہ کسی قسم کا علاج و معالجہ ہوتا ہے۔ لوگ بازاروں میں جا کر پرائیوٹ طور پر اپنا علاج کرواتے ہیں۔ یہاں پچاس لاکھ روپے گورنر صاحب کی ادویات کے لئے کوٹہ مخصوص ہے۔ میرے حلقہ موسیٰ خیل کو لے لیں وہاں پر BHU بنا ہوا ہے لیکن آج تک اس کو BHU declare نہیں کیا گیا ہے۔ میں موسیٰ خیل کا ذکر اس وجہ سے کر رہا ہوں وہاں کی fact and figure بیان کروں گا۔ یہ اس لئے بیان کرتا ہوں جہاں شک کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور مولانا صاحب کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ اور اس کا سیکرٹری اس کو کسی قسم کا پرچی نہیں بھیج سکے۔ ہمارے تمام BHU, RHC اور ڈسپینسریاں درپدر ہیں کوئی علاج معالجہ نہیں اسی طرح آپ خاران کو لے لیں خضدار، قلات، پنجگور، مستونگ، قلعہ عبداللہ بلکہ مولانا صاحب کے قلعہ سیف اللہ کو لے لیں وہ بھی غرق ہے کسی قسم کا علاج و معالجہ نہیں اس کو یقینی بنایا جائے جناب اسپیکر! منسٹر حضرات یقیناً ہمارے لئے محترم ہیں لیکن یہ ان کاموں میں دلچسپی نہیں لیتے اور ایسے ایکسٹرا کام ہیں جن میں ان کی دلچسپیاں زیادہ ہیں۔

جناب اسپیکر: محترمہ اسپوٹز مئی صاحبہ!

میرمن اسپوٹز مئی: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اور بحث کے لئے منظور ہوئی ہے نہایت اہمیت کی حامل تحریک ہے۔ جس طرح ممبران صاحبان یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کی اکثریت کا تعلق انہی علاقوں سے چاہے وہ بلوچ علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں یا پشتون علاقوں سے سب کو اچھی طرح سے پتہ ہے۔ کہ وہاں پر جو BHU اور جو RHC ہیں یہ تمام ایک عرصے سے بند پڑے ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے بعض علاقوں میں ان میں جانوروں کو باندھا گیا ہے بعض علاقوں میں ان کو مہمان خانے

بنائے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ بڑا افسوس کا مقام ہے۔ کہ یہ ڈسپینسری انہی علاقوں کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ وہاں کے عورتوں اور بچوں کے علاج کے لئے لیکن وہاں ان سے استفادہ میسر نہیں۔ اور شہر تک وہ لوگ آ نہیں سکتے۔ اور ان کے لئے جو سہولت فراہم کی گئی۔ وہ بھی ادھورالعینی کہ وہاں ڈسپینسری نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی جناب اسپیکر! افسوس کا مقام ہے کہ ہم سب کو پتہ ہے یہاں جتنے بھی وزیر صاحبان بیٹھیں ہیں۔ ان سب کا تعلق بھی انہی علاقوں سے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر! کہ حکومت ان کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرے۔ اور لوگوں کو سہولت میسر ہوں شکر یہ!

جناب اسپیکر: شفیق احمد خان!

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر! بہت مہربانی میرا حلقہ کوئٹہ شہر پر محیط ہے اور یہاں ہسپتال بھی موجود ہے اور ڈسپینسریاں موجود ہیں لیکن ان میں ادویات موجود نہیں۔ بستروں کی جو حالت آپ جا کر وہاں دیکھ لیں۔ ہسپتال میں ہاتھ روموں کی جو حالت ہے ان کو دیکھیے۔ اسٹاف موجود نہیں جب ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کو بھرتی کیا جائے تو گورنمنٹ کہتی ہے کہ اسٹاف ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے ہمارے پانچ سنٹر بند ہیں کلی ناصران کا BHU بند ہے نواں کلی کا BHU بند پڑا ہے۔ ہدہ اور دیبہ کا BHU بند ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب سے بولان میڈیکل کالج بنایا اور اس کو پوسٹ گریجویٹ کالج بنانے کے بعد ۱۴۰۰ بستر کے ہسپتال کو ختم کیا جس کی وجہ سے ہمیں زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں جیسے لیڈی ڈفرن ہسپتال ہے جو کہ سبھی گورنمنٹ ہے ۵۰ فیصد اس کو گورنمنٹ گرانٹ دیتی ہے۔ ۵۰ فیصد اپنے income سے چلتا ہے۔ زچگی کے حوالے سے ایک ہی ہسپتال ہمارے پاس کوئٹہ شہر میں ہے۔ ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحبہ تشریف فرما ہیں۔ وہ اس ہسپتال کے بارے میں بتائیں گے۔

محترمہ رقیہ ہاشمی: جناب اسپیکر! لیڈی ڈفرن ہسپتال کو گورنمنٹ کی جانب سے کوئی گرانٹ نہیں ملتی ہے۔ وہ ایک خود مختیار ادارہ ہے۔

شفیق احمد خان: یعنی کہ وہ ایک ہی خواتین کے لئے ہسپتال ہے۔ جس کا رقبہ چھوٹا ہے علاوہ ازیں ادویات باہر سے لینے پڑتی ہیں۔ جو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ ہمیں دیتا تھا۔ وہ بھی اب بند ہو گیا اور زکوٰۃ کے دفتر سے جو ادویات ملتی تھیں وہ بھی بند ہو گیا ہے اور جو گورنمنٹ پر چیز کرتی تھی وہ تو ناپید آپ کا یہاں اسٹاف

موجود ہے۔ ان سے آپ پوچھ لیں ان کو بھی یہی تکالیف ہیں کہ سرکاری ملازمین کو بالکل ادویات مل نہیں سکتیں۔ اور جو غریب وہ تو ناممکن ہے جب تک approach نہ ہو کسی ڈاکٹر کا اس وقت تک اس کو یہ سہولیت مل نہیں سکتیں۔ میرے کہنا کا مقصد صرف یہ ہے۔ مولانا محمد اللہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں نے پہلے بھی سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے جہاں ڈسپینسریز اور جو کارپوریشن کے ماتحت ڈسپینسریز چل رہی ہیں وہ تمام کے تمام اس وجہ سے ناقص کارکردگی ہے کہ وہاں ادویات موجود نہیں اسٹاف وہاں موجود نہیں ہم یہ چاہتے ہیں چونکہ کوئٹہ شہر کی آبادی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ پچاس ہزار کی آبادی کا شہر تھا آج بیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے آپ نے یہ بھی دیکھا کہ افغانستان کے جو مہاجرین جو یہاں سے ان کی دوئنگ کی بات ہوئی تو تقریباً تین لاکھ افراد نے یہاں ووٹ اپنے اندارج کروائیں۔ اور تمام بوجھ ہم پر ہے اسی طرح ایران کے جو لوگ اور دوسرے ملکوں سے جو لوگ آتے ہیں سندھ کے تمام لوگ گرمیوں میں آ کر اپنا علاج کرواتے ہیں اور تمام کے تمام سہولتیں وہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور یہاں کا جو باشندہ ہے اس کو علاج کی غرض سے بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے میں اس حوالے سے یہ بتاتا چلوں کہ جان محمد روڈ، اور فقیر محمد روڈ اور اختر محمد روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن کی جو ڈسپینسریاں ہیں۔ میرے خیال میں محمد اللہ صاحب کو آج تک ان کے سیکرٹری صاحبان وہاں نہیں لے گئے ہونگے۔ تو ہمارے پاس لائف سیونگ ڈرگز جو ہیں وہ ناپید ہیں اور جب ہم دکانوں سے پر چیز کرتے ہیں تو وہ بھی دو نمبر کی ادویات ملتی ہیں آج تک ڈرگ انسپیکٹر صاحبان نے ان پر کوئی کارروائی نہیں کی ہے یہ جو دو نمبر کی ادویات جو سپلائی ہو رہی ہیں اور جس سے موت بھی واقع ہوئی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے توسط سے جو آج آپ نے بحث کا موقع دیا ہے کہ خالی بحث برائے بحث نہ ہو ہم یہ چاہتے ہیں کہ مولانا صاحب اس پر ذاتی دلچسپی لیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اس میں دلچسپی لے کر اس معاملے کو اچھی طریقے سے حل کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایکشن بہت قریب ہے پھر انہوں نے عوام کے پاس جانا ہے میرے خیال میں تین چار مہینے کا وقفہ رہ گیا ہے آپ کے لئے تو آپ لوگ دلچسپی سے کام لیں اور اپنے دور میں یہ اچھے کام کر کے چلے جائیں تو بڑی مہربانی ہوگی حافظ محمد اللہ صاحب اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کو کیسا پتہ چلا کہ تین چار مہینوں کا وقفہ رہ گیا ہے؟

شفیق احمد خان: چونکہ ہمارے ساتھ رابطے ہو رہے ہیں ہمیں علم ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو ہم یہ کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو اس سازش میں آپ شریک ہیں۔

شفیق احمد خان: میں شریک ہوں سر! مجھے پتہ ہے۔۔۔ مجھے محترمہ نے کہا ہے کہ اس کو بتائیں لوگ الیکشن کی تیاری کریں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): ان کے ساتھ رابطے ہو رہے ہیں کہ اگلا شفٹ آپ کا ہوگا۔

شفیق احمد خان: اس میں کوئی شک نہیں دیکھیں جی یہ ملک ہے ہمارے ووٹر پہلے بھی زیادہ تھے ہم نے ووٹ پہلے بھی زیادہ لئے ہیں اور آئی ایس آئی یا دوسری ایجنسیوں نے ہمیں ہر ادا وہ علیحدہ بات ہے لیکن اب پھر انشاء اللہ یہ ثابت کر کے دیں گے کہ ہمارے پاس ووٹ بینک ہے اور ہم جیت کے بتائیں گے تو یہ ہمارا یہ کہنے کا مقصد نہیں ہے سر! میری مولانا صاحب سے گزارش ہے کہ مجھے ساتھ لے کر میں نے جو باتیں کہیں ڈسپنسر یوں کے میں نے نام لئے سریاب سے لے کر کچلاک تک، ہنہ اور ڈک سے لے کر ہزارہ ٹاؤن تک اور مری آباد تک یہ تمام ڈسپنسر یوں کی میں رپورٹ دوں گا وہاں جا کر سر! دیکھیں کہ کیا حالات ہیں اگر اس میں ذرا سی بھی خامی ہو تو ہم ذمہ دار ہوں گے۔ بہت مہربانی!

جناب اسپیکر: اوکے۔ ڈاکٹر شمع اسحاق!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے ساتھ ہمیشہ ایک المیہ یہ رہا ہے کہ جب بھی یہاں پر کچھ ہونے لگتا ہے جب بھی کچھ اچھا ہونے لگتا ہے تو فوراً برا بھی ہو جاتا ہے اور اس کی ذمہ داری میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت پر ہوتی ہے کہ آپ دیکھیں بلوچستان کی صورت حال آج اتنی گھمبیر ہو چکی ہے کہ ملیں تو پہلے ہی بند تھیں پھر ایک پراجیکٹ تھا اس کو بند کر دیا گیا لیکن اب بمشکل اگر اس سے چائنا کے ساتھ کمپروماز کر کے کھول دیا گیا ہے تو ۵۰ فیصد چائنا لے جاتا ہے ۴۸ فیصد جو ہے وہ مرکز لے جاتا ہے اب صرف ۲ فیصد بچتے ہیں وہ بیچارہ بلوچستان کے لوگوں کے لئے کیا ان کی بے روزگاری اس سے ختم ہو سکتی ہے اب بات یہاں پر آتی ہے کہ یہاں سب ضروری مسئلے ہیں ہمارے عوام کا ۸۷ فیصد پیسہ جو ہے وہ میڈیسن پر خرچ ہو جاتا ہے اور یہ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بلوچستان کے جتنے بھی علاقے ہیں

جتنے بھی گاؤں ہیں وہاں کی ڈسپنسریز بند ہیں بی ایچ کیو اور آرا ایچ سی جنہیں کہا جاتا ہے وہ بند ہیں نہ وہاں پر ڈاکٹر ہے نہ وہاں پرنس ہے نہ وہاں پر کوئی ٹرینڈ داسیاں ہیں اب وہ جو عوام ہیں وہ بمشکل کوئٹہ تک پہنچ پاتے ہیں اور یہاں پر ایک سول ہسپتال ہے اب بمشکل ہمارے بولنے سے اور بار بار کہنے سے کھول دیا ہے لیکن اس کو بھی پوسٹ گریجویٹ انسٹیٹیوٹ ڈیپلکلیئر ہونے کے بعد اب زیادہ تر مریض بی ایم سی کی طرف رخ کرتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ عوام کے پاس ہمارے عوام تو بے روزگاری اور غربت کے ہاتھوں اتنی تنگ آچکی ہے وہاں پر جانے سے وہاں پر سفر کرنے سے ان آدھ پیسہ خرچ ہو جاتا ہے تو یہاں پر جناب اسپیکر صاحب! آج بھی ہمارے خاران، پنجگور، مکران اور تربت میں آپ دیکھیں کہ ساری ڈسپنسریاں جو ہیں وہ جانوروں کی آماجگاہ بن چکی ہیں۔ بلیاں اور بھیڑ بکریاں وہاں پر اپنی جگہ بنا لیتی ہیں اور وہاں پر رہائش کر رہے ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! ایک تو یہ ہونا چاہیے کہ ہماری جو حکومت ہے اور خاص کر جو یہ محکمہ ہے اس کے جونیئر صاحب ہیں ان کو visit کرنا چاہیے یا انکے علم میں یہ ہونا چاہیے کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے آج ہمارے عوام کہاں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ان کے ساتھ کس قسم کے حالات ہو رہے ہیں آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان جو ہے وہ باقی تینوں صوبوں سے رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن عوام کے ساتھ پیروزگاری اور غربت کے ہاتھوں پر ڈیکٹس اور ملیں جس طرح میں نے بتائی بند ہو چکی ہیں وہ کہاں کا رخ کریں ان کے پاس کوئی اور جگہ بھی نہیں ہے اب اگر یہ ڈسپنسریاں ہیں اور یہاں پر وہ بھی بند پڑی ہیں تو وہ عوام کوئٹہ کی طرف رخ کرتے ہیں پیسہ بھی خرچ ہو جاتا ہے اور ان کی وقت بھی خرچ ہو جاتی ہے اور بعض ایسے مریض ہوتے ہیں جو راستے میں دم توڑ دیتے ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! کوئٹہ کی اگر آپ آبادی کو دیکھیں تو وہ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ایک تو افغان ریو جیز کے آنے سے اور بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہاں پر اب سیٹل ہو چکے ہیں تو اس بڑھتی ہوئی آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے بلوچستان کی جتنے بھی ڈسپنسریز ہیں ان پر فوراً ایکشن لیا جائے اور ساری ڈسپنسریز کو کھول دیا جائے اور انہیں اس حالات پر پہنچایا جائے کہ باقی جو مریض ہیں گاؤں سے کوئٹہ شہر کا رخ نہ کریں آخر میں میں اپوزیشن کی طرف سے ایک شعر یہ کہوں گی کہ

مانا کہ اس ضمیر کو نہ گلزار کر سکے

کچھ خار کم کر گئے گزرے جدھر سے ہم۔ شکر یہ!

(تالیاں)

جناب اسپیکر: روبینہ عرفان صاحبہ!

محترمہ روبینہ عرفان: شکر یہ جناب اسپیکر! یہ تحریک نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اور یہ تو سارے صوبے کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! اور ایک بہت ہی سنگین مسئلہ ہے مگر میں آج اپنے ڈسٹرکٹ فلات کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ہاں سول ڈسپنسری، بی ایچ یوز اور آرا بیچ سی جو ہیں صرف ڈسٹرکٹ میں دو ہیں جو سوراب اور منگو چر میں ہیں جہاں پر ادویات کی کمی ڈاکٹر کی ناموجودگی ڈاکٹر تنخواہ تو لیتے ہیں مگر ایک بھی ڈیوٹی پر نہیں آتا جو ادویات ہیں اس کے اوپر سے میں آپ کی توجہ اور معزز اراکین اسمبلی کی توجہ وہاں پر لینا چاہوں گی کہ ادویات کا جو کوٹہ ہے ادویات جس بی ایچ یو میں بھیجی جاتی ہیں وہ صرف تین مہینے پہلے بھیجی جاتی ہیں جو expiry date سے پہلے ہوتے ہیں چونکہ یہ سستی ملتی ہیں اگر صحیح قسم کی ادویات بھیجی جائیں تاکہ ان کی expiry date میں چار سال کی date ہو تو وہ ادویات وہاں پر رہ بھی سکتے ہیں اور وہاں کے غریب عوام اس کو استعمال بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ادویات سستی ملتی ہیں جس کو یہ کم ملتا ہے صحت کے department سے میں موصوف وزیر کی توجہ اس طرف بھی دوں گی کہ وہ اس کا نوٹس لیں اور ادویات کو کم از کم چار سال expiry date سے پہلے وہ دوائی وہاں پر بھیجیں تاکہ وہاں کے لوگ استعمال کریں یہ جو ادویات وہاں پر بھیجی جاتی ہیں یہ تین مہینے کے بعد خراب ہو جاتی ہیں یا تو یہ کچرے کے ڈبے میں پھینک دیئے جاتے ہیں یا واپس کوٹہ بھیج دی جاتی ہیں جو ڈاکٹرز وہاں پر تعینات ہیں آرا بیچ سینر میں وہاں پر کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے ہونا تو یہ چاہیے کہ وہاں پر کم از کم تین ڈاکٹرز موجود ہونا چاہیے تھابی ایچ یو یا تو بند ہے یا وہاں پے بکریاں یا تالے لگے ہوئے ہیں سول ڈسپنسری اس کا تو وجود ہی نہیں تو یہ ہمارا فرض ہے یہاں پر معزز اراکین اسمبلی یہاں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ عوامی نمائندے ہیں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں عوام کا جو حق ہے ان کو وہ فوری سہولت وہ فراہم کریں جو گورنمنٹ ان کو دے رہی ہے ان کو نظر انداز نہیں کیا جائے اور اسپیکر صاحب میں سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کو اس کا سخت سے سخت نوٹس لینا چاہیے میں نے باوجود کہ ان کے سیکرٹریز اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کو

اور ان کا اپنا بھی visit ہوا ہے قلات میں شاید ان کو بھی بہت سارے وقت ان کو نوٹس دیا گیا ہے وہاں پر کہ یہ وہاں پر کمی بیشی ہے تو میری یہی request ہے کہ اس کا سخت نوٹس لیا جائے اور ادویات کی جو کمی ہے اور خاص طور پر اس کی جو expiry date ہے اس کو دیکھا جائے کیونکہ یہ سستے داموں میں ملتے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے بھیجنے کا۔ کیونکہ وہاں پر یہ استعمال ہی ہوتا ہے کم از کم ان کی expiry date میں چار سال کی ڈیٹ ہونی چاہیے کہ وہ وہاں پر چل سکیں تو میں اتنا کہوں گی کہ کیونکہ وہ پورے صوبے کا معاملہ ہے ہمارے لوگ ان کو صحیح دوائیاں دی جائیں جب کہ صحت کے ڈیپارٹمنٹ میں کافی پیسہ ہمیں مرکز سے دیا جاتا ہے صوبے کو دیا جاتا ہے تو کیوں نہیں اپنے عوام کے اوپر خرچ کیا جائے جو ان کا حق ہے میں سمجھتی ہوں اگر ہم سارے مل کر اپنے اپنے نشانہ ہی کریں سارے ایم پی اے تو ایسی کوئی بات نہیں کہ ہمارے صوبے کے بی ایچ یوزر واپس نہ کھولیں اور خاص طور پر ان ڈاکٹرز کو جو وہاں پر موجود نہیں ہیں جن کی سفارشات سے وہ بالکل واپس کوٹے attach ہو چکے ہیں ان کو واپس رورل ایریا میں بھیجا جائے کیونکہ وہ ڈاکٹر تنخواہیں تو لے رہے ہیں مگر وہاں پر ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں تو اس کا بھی نوٹس لیا جائے اور آپکی بڑی مہربانی شکریہ!

جناب اسپیکر: جناب رحمت علی بلوچ!

رحمت علی بلوچ: thank you جناب اسپیکر! اہم تحریک جو پاس ہوئی تھی اس مقدس ایوان کے توسط سے بحث کے لئے یہ منظور ہوئی تھی میرے خیال میں اگر دیکھا جائے مجموعی صورتحال بلوچستان کی صحت کے حوالے سے تو نہ ہونے کے برابر ہے اس میں یہ ہے کہ اس کی مثال اس طرح دیتا ہوں کہ پچھلے دس بارہ سالوں سے تقریباً پورے بلوچستان میں بارہ سو کی لگ بھگ ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں لیکن وہی بلڈنگ ابھی ناکارہ ہو چکی ہیں اس میں اسٹاف اور دوائیاں کچھ نہیں ہیں تو اس حوالے سے باقی معزز اراکین اسمبلی نے تفصیلی بات کی لیکن اگر دیکھا جائے تو میں اپنے ڈسٹرکٹ کی مثال تو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منجھو رجو کہ ابھی آپ گریڈ ہوا تھا ۸۵-۱۹۸۴ کو ابھی تک اس کے اسٹاف وہی آراچی سی کے اسٹاف ہے ابھی تک دوائی کا جو کوٹہ ہے وہی آراچی سی کا کوٹہ ہے اگر اس طرح ہم دیکھیں اخباری بیانات حکومتی لوگوں کی طرف سے جو کہ روزانہ شائع ہوتے ہیں کہ ہم عوام کو ریلیف دے رہے ہیں اور عوام کی خوشحالی کی خاطر حکومتی

کارکردگی سب سے بہتر ہے یا کہ عنقریب ہم یہ کام کریں گے یا وہ کام کریں گے میرے خیال میں ان چیزوں پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے صرف اخباری بیان بازی تک محدود رہے ہیں میں یہاں گورنمنٹ میں جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ صحت ایک اہم مسئلہ ہے ہمارے لوگوں کی ضرورت ہے اس پر توجہ دی جائے بنیادی مسئلوں پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے جناب والا! میرے حلقے میں جتنی ڈپنسنریز ہیں جتنے بی ایچ یوز ہیں اور آراچی سی ہیں وہ سارے بند پڑے ہیں ۱۹۹۲ کو ایک آراچی سی بنا تھا ابھی تک اس میں ڈینٹل یونٹ فٹ نہیں ہے ڈینٹل یونٹ کی جو مشین ہے وہ ناکارہ ہو چکی ہے ڈینٹل یونٹ کی جو مشین لائی گئی تھی اس میں جو ڈی ایچ او تھا اس وقت ۱۹۹۸ کو اس نے ساری مشین اپنے گھر لے گئے اور ایکس مشین ہے وہ ناکارہ ہو چکی ہے ہم لوگوں نے کئی بار ضلعی حکومت کے توسط سے محکمہ ہیلتھ کے سیکرٹری اور منسٹر صاحب کو آگاہ کیا ہے ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے میرے خیال میں آراچی سی جو کہ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پر کسی کو fast ate تک نہیں ملتا ہے اگر کوئی روڈ ایکسیڈنٹ کیس ہو کوئی گن شٹ کیس ہو یا کہ ایک معمولی سی بیماری ہو وہاں سے اسی بیمار کو لے کر یہاں آتے ہیں پھر بھی سڑک کچی ہے تو بیمار اگر وہاں سے یہاں آتا ہے تو اس کو ایک اور بیماری لگ جاتی ہے تو اس حوالے سے میرے خیال میں آراچی سی پر ان کا جو ٹھیکہ دار ہے ایم ایس ڈی میں خود گیا ہوں ابھی تک کوئی نہیں جانتا ہے کہ ٹھیکیدار کون ہے وہ مشین ابھی تک فٹ نہیں ہو رہی ہے اب ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں جو anesthesia machine تھی اس وقت کا جو ای ڈی او تھا اس نے اپنے گھر میں لے کے اپنی ذاتی کلینک میں use کر رہا ہے یعنی اسی طرح دل کی جو مشین تھی وہ بھی اس نے لے گیا ہے اپنے گھر میں استعمال کر رہا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یہ اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ جتنے ڈیپارٹمنٹ ہیں ہمارے صوبے میں اس مین کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہمارے معزز منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک دو سال گزر گئے ہیں ایک ڈسٹرکٹ کا دورہ نہیں کیا ہے سوائے اپنے ڈسٹرکٹ کا ابھی تک اس نے ہم سے نہیں پوچھا ہے کہ آپ لوگ مجھے اپنی تجویز دے دیں آپ لوگوں کی کس یونین کونسل میں ہیلتھ کی faculties نہیں ہے کس یونین کونسل میں ڈپنسنری کی ضرورت ہے میں اس کو ایک مثال دیتا ہوں کہ

یونین کونسل گلگور جو کہ ڈسٹرکٹ منجگور سے ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور پوری یونین کونسل ۸۰ کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے ایک بہت وسیع علاقہ ہے لیکن ابھی تک وہاں ایک ڈسپنسری بھی قائم نہیں ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ تین بجٹ سیشن ہو چکے ہیں تین پی ایس ڈی پی آئے ہوئے ہیں جس میں ہم لوگ دیکھ لیں سوائے منسٹر صاحب کے اپنے ڈسٹرکٹ کے اپنے حلقے، بلوچستان کے کسی دور دراز علاقے کے لئے کچھ نہیں ہے تو اس حوالے سے میں جناب والا سے گزارش کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر فوری طور پر ایکشن لیں اور جو rural area کے ڈاکٹرز attached ہیں ان کی attachment ختم کی جائے ان کو فوری طور پر ڈیوٹیوں پر تعینات کیا جائے اور ہمارے جو ہسپتال ہیں ہیڈ کوارٹر ہے ان میں اسٹاف کی کمی ہے ابھی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں تین ڈسپنسرز ہیں دو وارڈ بوائے ہیں دو میڈیکل ٹیکنیشن ہیں ایک ہیلتھ انسپیکٹر ہے یہ ہیڈ کوارٹر کس طرح چل سکتا ہے اس میں یہ ہے کہ ایک صبح ہوتا ہے ایک سیکنڈ شفٹ ہوتا ہے اس میں تین تین ڈسپنسرز سے کس طرح چلتا ہے اور وہاں جو ڈسٹرکٹ منجگور کی اوپی ڈی ہے آبادی تین لاکھ سے چار لاکھ تک ہے وہاں کی جو اوپی ڈی ہے ۵۰۰ سے لے کر ۷۰۰ تک ہے ڈیلی وہاں وارڈ میں جتنے مریض داخل ہوتے ہیں تو ان کو سنبھالنا دو یا تین ڈسپنسرز کے بس کی بات نہیں ہے اس پر میں گزارش کرتا ہوں کہ منسٹر صاحب فوراً طور پر ایکشن لے لیں سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جہاں جہاں بھی اسٹاف کی کمی ہے جہاں بھی چیز کم ہے جہاں بند ہے ان کے لئے جلد از جلد بندوبست کروائے اور جو نئے ڈاکٹر appoint ہو رہے ہیں ان کو رول ایریا میں بھیج دیں تاکہ عوام میں جو مایوسی پھیلی ہوئی ہے وہ ختم کی جاسکے۔

thank you۔

جناب اسپیکر: محمد نسیم تریالی!

محمد نسیم تریالی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے اس اہم تحریک التوا نمبر ۱۴۲ پر بولنے کا موقع دیا۔ چونکہ یہ بہت اہم اور فوری تحریک التوا ہے جس پر بحث جاری ہے پورے صوبے کا تو مجھے پتہ نہیں ہے میں صرف اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے یہاں پر کچھ مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں ویسے کوئٹہ کے حوالے سے بھی چونکہ کوئٹہ صوبے کا دارالخلافہ ہے اور اس میں ایک سب سے بڑا ہسپتال سول ہسپتال یہاں پر ہے اس حوالے سے بھی ہمیں یہاں کے مسائل کی نشاندہی کرنا چاہئے۔ جناب والا!

جہاں تک قلعہ عبداللہ کا تعلق ہے اور ہمارے اس ہیلتھ کی جو وزارت ہے۔ اس کا بھی تعلق قلعہ عبداللہ سے ہے ہمارے ایوان میں بیٹھے ہوئے منسٹر اور ایم پی اے حضرات خوش ہونگے کہ چونکہ منسٹر کا تعلق ضلع قلعہ عبداللہ سے ہے تو قلعہ عبداللہ میں سب کچھ ہوگا وہاں پر ڈاکٹر ہونگے وہاں پر دوائیاں ہونگی وہاں پر ایکسریز ہونگے وہاں پر ہسپتال بی ایچ یوز سول ڈسپنسری اور جتنی بھی سہولیات تھیں ضرورت ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ ہسپتال تو بہت دور کی بات ہے جو ہمارے منسٹر ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری دس دن میں ضرور ایک دفعہ چمن جاتے ہیں اور راستے میں دو بڑے ہسپتال ایک آرا بیچ سی ایک قلعہ عبداللہ بازار ہے اور ایک میزنی اڈا ہے یہ راستے میں آتے ہیں تو متعلقہ منسٹر نے یہاں تک زحمت نہیں کی ہے کہ ایک دن اس ہسپتال پر رک جائیں کہ وہاں کیا مسائل ہیں؟ میرے پورے حلقے میں قلعہ عبداللہ کے صرف ایک ہسپتال ہے آرا بیچ سی جو قلعہ عبداللہ بازار میں ہے جس میں صرف اس وقت ایک ڈاکٹر اور زیادہ سے زیادہ دو سٹاف کے ممبر وہاں پر موجود رہتے ہیں یہ ہمارے حلقے کے اہم ہسپتالوں میں شمار کیا جاتا ہے اس کے علاوہ قلعہ عبداللہ کے قلعہ سلطانہ جو بیسک ہیلتھ یونٹ ہے جس کا میں نے اس فلور پر سوالات کی شکل میں تحریک التوا کی شکل میں اور استحقاقات کی شکل میں بار بار یہ عرض کر چکا ہوں اور منسٹر صاحب بھی یہ وعدہ کر چکے ہیں کہ یہ ہسپتال بہت جلد ہی میں فعال کر دوں گا وہاں کے حلقے کے عوام کا مجھ سے یہ مطالبہ ہے کہ بھائی اور تو چھوڑو کہ اس ہسپتال کو جو تالا دو سال سے لگا ہوا ہے اس کا افتتاح کرتے ہیں اس کو توڑ دیتے ہیں آخر مجھے شرم آتی ہے اس ہسپتال کو جاتے ہوئے اور میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ اس علاقے میں بالکل نہ جاؤں چونکہ میں بار بار یہ عرض کر چکا ہوں اخبارات میں دے چکا ہوں کہ بھائی کم از کم وہ تالا تو توڑ دے اور اس ہسپتال میں ڈاکٹر تنخواہ لے رہے ہیں سٹاف تنخواہ لے رہا ہے گورنمنٹ کے ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ روپے اس پر خرچ ہو رہا ہے اور جو دوائیاں ہیں ایک دن ایک ملک صاحب نے مجھے کہا تھا ایک ہسپتال ہے بلکہ سول ڈسپنسری ہے کہ مجھے چھ مہینے میں یا دس مہینے میں دس ہزار کا کوٹہ دوائیوں کا ملتا ہے دوائیوں کی شکل میں ہمارے پاس اتنے ممبر نہیں ہیں کہ یہ دوائیاں کسی کو دے دیں۔ کہ یہ زکام کی ہے کہ یہ بخار کی ہے یہ فلاں کی ہے اور وہ دوائیاں expire ہو جاتی ہیں اس کی ایک مثال میں دیتا ہوں کہ قلعہ عبداللہ میں ایک بندہ ہے اس کے بچے کا نام مجھے یاد نہیں ہے عبدالحکیم نام ہے اس کا بچہ بیمار ہوا اس کو

بخار ہوا معمولی بخار تھا تو وہ ہسپتال کی بجائے پرائیویٹ ہسپتال لایا کہ اس کا علاج کروڈا کٹر نے کہا اس کو انجکشن لگنا چاہئے۔ اس نے وہ اٹھایا اس بچے کو لگا یا بچہ ٹھیک ٹھاک تھا دو گھنٹے بعد اس بچے کا یہ حال ہوا اس کو چار مہینے ہو گئے ابھی بھی بی ایم سی کمپلیکس میں پڑا ہوا ہے اس نے بات تک نہیں کی ہے وہ ابھی تک خاموش ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر قلعہ عبداللہ میں expire دوایاں ہیں سرعام بک رہی ہیں بس وہ لوگ آتے ہیں کہ سردرد کی دوا دے دو فلاں کی دوا دے۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی ٹیم ایسی نہیں ہے کہ وہاں پر جائے چھا پہ مارے کہ یہاں جو میڈیکل قائم ہیں اس میں کونسی دوائیاں ہیں دو نمبر یا ایک نمبر۔ اسی طرح کلی ملک گل خان ارچی میں سول ڈسپنسری ہے دو سال سے ہم لوگ چیخ رہے ہیں کہ بھائی اس کو فعال کر دو مگر آج تک اس پر کسی نے ایکشن نہیں لیا۔ کلک میں کلی حاجی کرم خان میں بی ایچ یو ہے لوگ بہت خوش ہیں ایک ڈاکٹر آتے ہیں ایک ڈسپنسری ہے ہفتے میں ایک دن آتا ہے لوگ بہت خوش ہیں کہ ہمارا ہسپتال فعال ہے اس کو پابند کیا جائے اسی طرح قلازئی میں ایک سول ڈسپنسری ہے وہ بند پڑی ہوئی ہے تو بہ اچکڑی کے مختلف علاقے ہیں گلستان ہے حتیٰ کہ منسٹر کے اپنے حلقے چمن میں بہت سے مسائل ہیں ابھی تک حل طلب ہیں جناب والا! ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہئے چونکہ پچھلے سات سال سے خشک سالی ہے اور اکثر بیماریاں عام ہو چکی ہیں لوگوں کے ساتھ اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ اپنا علاج کر لیں۔ جب کوئٹہ تک آتے ہیں تو کوئٹہ میں جو سرکاری ڈاکٹر ہیں وہ تو ہسپتال میں علاج نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ پرائیویٹ ہسپتال بلا لیتے ہیں وہاں جب جاتے ہیں ایک غریب آدمی سے کم از کم ہزار روپے سے دو ہزار روپے تک صرف معمولی چیک اپ کرنے پر وہ خرچ ہوتے ہیں ابھی دو ہزار پر وہ کہاں سے خرچ کر لے ایک تو وہ گاڑی کرائے پر لیتے ہیں دوسرا ادھر جب آتے ہیں یہ حالات ہوتے ہیں ہمارے علاقے میں چالیس، پچاس کلومیٹر کے علاقے ہیں وہاں پر پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ کلیاں ہیں۔ کچی روڈ ہے ٹرانسپورٹ کے لئے ایک بس ہے جو کوئٹہ تک پہنچتے ہوئے چار پانچ گھنٹے لگتے ہیں اکثر اوقات عورتیں زچگی کے دوران مرجاتی ہیں تو وہاں پر انتظام کیا جائے اس وقت تین بجٹ گزر گئے ہیں لوگ اور دیگر ایم پی اے نے یہ عرض کی ہے کہ بھائی ایسے علاقے جو آبادی والے ضلعوں میں شامل ہوتے ہیں کم از کم عورتوں کے لئے جہاں زچگی کے جو مسائل ہوتے ہیں اس کے لئے یہ قائم ہونا چاہئے مگر افسوس کی بات

ہے کہ کچھ نہیں ہوا اور اپوزیشن کا یہ طریقہ کار ہے وہ عوامی مسائل کے لئے ہر وقت تحریکیں لاتا ہے تحریک اس پر بحث کرتے ہیں مگر گورنمنٹ کی جوٹریژری پنچر ہیں وہ بھی ہمت کر لیں ایسے مسائل پر جو مشترکہ ہوں یہ میری ذات کے لئے نہیں ہے میرے بس میں تو ہے میں کسی پرائیویٹ ہسپتال میں اپنا علاج کروا ہوں مگر ایک غریب آدمی کے بس کی بات نہیں ہے اور لوگوں کو بھی اس کی تائید کرنی چاہئے کہ بھائی یہ واقعی اہم مسئلہ ہے اور یہ حل ہونا چاہئے تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ قلعہ عبداللہ میں سال میں ایک دو ہسپتال قائم ہونے چاہئیں۔ ابھی ہم لوگ کچھ دیر پہلے بحث کر رہے تھے کہ یہاں پرامن و امان کا مسئلہ ہے ہر روز یہ مسائل ہوتے ہیں جھگڑے ہوتے ہیں مگر جب لوگ زخمی ہوتے ہیں وہاں پر جگہ نہیں ہے کہ ہسپتال لے جائے اس کو کوٹھلانا پڑتا ہے اور یہاں تک کہ وہ کوٹھلاتے ہوئے راستے میں مر جاتے ہیں تو ایسے حالات میں قلعہ عبداللہ میں جب تک ہسپتال قائم ہوگا اس وقت تک ایسی اسپتال ٹیمیں بھیجی جائیں جو لوگوں کے علاج کریں جو بیمار ہیں ان کے لئے کمیپ لگنے چاہئیں ان کی خدمت کرنی چاہئے وہاں پر ان لوگوں کو ان مسائل سے نجات مل سکے اور آخر میں میں یہ کہوں گا چونکہ اس تحریک التوا کو مزید ارکان نے بحث کرنی ہے میں تجویز کرتا ہوں کہ بحث کے آخر میں اس تحریک التوا کو قرداد کی شکل میں منظور کی جائے تاکہ اس پر عمل ہو بہت بہت شکر یہ!

جناب اسپیکر: شاہ زمان رند!

شاہ زمان رند: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب یہ جو تحریک التوا مورخہ سات اکتوبر ۲۰۰۴ کو بحث کے لئے منظور کی گئی جو ہیلتھ کے بارے میں ہے۔ یہ بلوچستان کا میں سمجھتا ہوں ایک اہم اور گھمبیر مسئلہ ہے بلوچستان کے لوگ ایک تو پسماندگی کی چکی میں پس رہے ہیں ان کا کوئی پراسان حال نہیں ہے رہا ہیلتھ کا معاملہ وہ جیسے کہ ہمارے اسمبلی کے ممبران بارہا دہرا رہے ہیں اور اسمبلی کے اجلاسوں میں کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے مسائل ہیں جناب! میں تو یہ کہوں گا جان ہے تو جہاں ہے جان اس وقت ہوگا جب ہمارے ہیلتھ سینٹرز وغیرہ بحال ہونگے وہ فعال اس طرح ہونگے جب ہماری منسٹری active ہوگی کوئی چیز کوئی کام کرنے کا جذبہ اسمیں ہوگا کہ میں بلوچستان کے عوام کے لئے جو مظلوم ہیں جو غریب اور لاچار ہیں جو نان شبنہ کے لئے محتاج ہیں ان کے علاج معالجے کے لئے ہم کچھ کر سکیں وہاں کے لوگ ہمیں اس لئے

نہیں ووٹ دیتے کہ اس لئے اسمبلیوں میں نہیں بھیجتے کہ یہاں پر ہم اپنی منسٹریاں پکا کریں یہاں پر اپنے ٹی اے رڈی اے لگوائیں۔ بس ہم اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے اپنے ڈسٹرکٹ میں جو مجھے تھوڑے بہت یاد تھے کچھ بھول گئے ہیں کچھ میں نے نوٹ کئے ہیں تحصیل سنی میں خدائے دوست ہے چاکر ماڑی ہے وہاں پر ڈپنٹری ہے اور کوچک یہ بند پڑے ہیں کوئی پرسن حال نہیں ہے اتنا پیسہ حکومت کا خرچ ہوا ہے غریب وہاں کے مر رہے ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں صرف تنخواہ لینے والے لوگ ہیں۔ جو تنخواہ بڑھتے ہیں جو گورنمنٹ کو خسار دیتے رہتے ہیں اور جناب اسپیکر! اسی طرح تحصیل بھاگ میں کٹر اللہ آباد ہے یعنی چھوٹا اللہ آباد اس میں بھی اسی طرح ڈپنٹریاں بند پڑی ہیں جس طرح وہ بنے جس میں ٹھیکہ دار نے اپنی من مانی کی اس نے کچھ کمایا اور اب وہاں سے لوگ جو ہیں تنخواہوں سے گزارہ کرتے ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے اسی طرح تحصیل ڈھاڈر جہاں پر بستی موسیٰ گولا ہے رند گڑھ ہے سبری ہے جلم باڑی ہے یہاں پر بھی یہی حالات ہیں جو میں نے پہلے ذکر کیا ہے تحصیل مچھ میں آب گم ہے کرتہ ہے اس کے علاوہ تین ہسپتال ہیں ڈھاڈر، مچھ اور بھاگ میں ڈھاڈر جو بولان کا مین ہسپتال ہے اس میں صرف اور صرف دو ڈاکٹر کام کرتے ہیں افسوس کی بات ہے لسٹ اتنی بڑی ہمیں مہیا کی جاتی ہے کہ آپ کے ہسپتال میں اتنے ڈاکٹرز ہیں لیکن افسوس وہاں کچھ نہیں ہوتا ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا وہاں آئی سپیشلسٹ ہو وہاں سرجن ہو اور واقعی یہ ان کی لسٹ میں ہے گائینولجسٹ ہونا چاہئے تھا ایکس رے سپیشلسٹ ہونا چاہئے تھا اس کے علاوہ ڈینٹل سرجن ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس وہاں پر کچھ نہیں ہے اگر وہ مشینیں لگی ہوئی ہیں وہ صرف نام تک محدود ہیں وہ کام کچھ نہیں کرتی ہیں نہ ان کو چلانے والا عملہ ہے اگر عملہ ہے بھی تو وہ تنخواہ لیتا ہے کام نہیں کرتا ہے اگر مشین پڑی ہے تو ان کا سامان ہی نہیں ہے تو یہ ایسے جو سنٹر بنائے گئے ہیں یہ بلوچستان کے مظلوم اور محکوم عوام کے ساتھ قوم کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے جناب اسپیکر صاحب! یہاں کوئٹہ شہر سے چار سو پانچ سو کلومیٹر دور کوئی غریب بے چارہ وہاں رہتا ہے تو وہاں سے آنے کے لئے اس کو ہزاروں روپے خرچہ کرنا پڑتا ہے رہائش اور دیگر اخراجات چھوڑ دیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں ایک پہلے سے بھوک پیاس بے روزگاری کا شکار ہے اپنے کھانے کے لئے محتاج ہے وہ کس سے کرایہ کے لئے پیسے لے

کر کوئٹہ پہنچے گا اور پھر ڈاکٹروں کے نخرے اٹھائے گا اور وہاں ان کے پاس جائے گا اور علاج کروائے گا۔ ابھی اس وقت سینکڑوں کے حساب سے ڈاکٹروں کو بھرتی کیا گیا لیکن وہ نوکری کہاں کرتے ہیں بارہا ہم لوگوں نے کہا ہے کہ جس ضلع سے جو ڈاکٹر تعلق رکھتا ہے اس کو اس ڈسٹرکٹ میں لگایا جائے اور اس کو پابند کیا جائے کہ وہ جو چھوٹے چھوٹے ڈسپنسریز ہیں رولر ہیلتھ سنٹر ہے وہاں پر وہ کام کرے اگر نہیں کرتے ہیں تو ان کو نکال دیا جائے۔ کیونکہ یہ صرف اور صرف یہ بوجہ ہے اسی طرح جناب اسپیکر ہمارے جو بھاگ کا ہسپتال ہے اسمیں بھی ہمارے دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور مجھ میں بھی دو ہیں تو یہ صورتحال ہے اتنا زیادہ فنڈ خرچ ہوتا ہے اور ہمارے محترم وزیر صاحب نے ہمیں پچھلے اجلاس میں ایک لسٹ مہیا کی تھی اس میں یہ تمام چیزیں نوٹ کی ہوئی تھیں کہ اتنے ٹیکنیشن ہیں اتنے آپ لوگوں کے ڈاکٹر ہیں ہسپتال ہیں بی ایچ یو میں اتنا عملہ ہوتا ہے آرا تیس سی میں اتنا عملہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے ہونا تو یہ چاہئے کہ ان غریب اور لاچار لوگوں کے لئے مجبور اور محکوم لوگوں کے لئے ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ ہر گنجان آبادی علاقے کے لئے یہاں سے میڈیسن لے جا کر کمپ لگوائے۔ ایک ایک ہفتہ کا کیمپس ہوتا کہ ان لوگوں کو کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچ سکے لیکن افسوس یہاں پر الٹا گنگا بہہ رہا ہے جو بی ایچ یوز ہیں جو ڈسپنسریز ہیں جو رولر ہیلتھ سینٹر ہیں وہ بھی بند پڑے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اسکے علاوہ یہ موبائل گاڑیاں ہمارے آئریبل منسٹر صاحب کو پتہ ہوگا کہ وہ گاڑیاں کہاں کہاں جا رہی ہیں یا کسی کے گھر میں کھڑی ہیں یا ہسپتال کے گیراج میں کھڑی ہیں۔ ہمیں وہ گاڑیاں خیرات میں نہیں دیں کہ آپ اس خیرات کو کسی کے گھر میں کسی کے ہسپتال کے گیراج میں یا کسی افسر کے گھر کے استعمال کے لیے اس گورنمنٹ کو اس لیے دیا ہوگا کہ وہاں یہ خیرات آپ اپنے لوگوں کے لیے استعمال کریں جو غریب جو اس خیرات کے مستحق ہیں جو مسکین ہیں جو لاچار ہیں جن کے پاس پانچ دس روپیہ گولی لینے کے لیے نہیں ہوتا ان کے لیے استعمال ہو لیکن افسوس وہ وہی کے وہی کھڑے ہیں ان کا تیل کا خرچہ ان کے بنانے کا خرچہ وہ بھی سرکار سے جا رہا ہے اور اس پہ جو عملہ ہے ڈرائیور وغیرہ وہ بھی تنخواہ لے رہے ہیں لیکن وہ کہہ رہا ہے وہاں کے لوگ ہیں ایک تو غریبی نے ان کو مارا ہے دوسرا ہم خود مار رہے ہیں ان کو یہ ہمارے ساتھ ہمارے لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے تمام اضلاع میں یہی پوزیشن ہے

مولانا نور محمد (وزیر خوراک): ہمارے علاقے میں اچھا کام کر رہے ہیں۔

شاہ زمان رند: مولانا نور محمد کو زیادہ ملا ہوگا اسکے علاقے میں اگر بہت اچھا کام کر رہے ہیں تو ماشاء اللہ یہ بھی اچھی بات ہے کوئی ایک ضلع ہے جس میں وہاں پر یہ لوگ ایکٹو ہیں واقعی کچھ کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: رند صاحب! زرائع کا خیال رکھیں۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! تو میری گزارش ہے اس منسٹری سے اس کے لوگوں سے کہ یہ لوگ خدا را اپنے آفسروں کو اپنے ضلعے میں جا کے دیکھیں کہ وہ کیا گل کھلا رہے ہیں علاقوں میں جو نالائق آفیسرز ہوتے ہیں ان کو وہاں کے علاقے کا منتخب نمائندے نوٹس بھی دیتے ہیں لیکن ہوتا کچھ نہیں ہے اس نوٹس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا تو اس طرح کا ماحوم ہوتا رہے گا تو منسٹر صاحب کو ان چیزوں کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ موبائل بند کر دیں۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! اس کے لیے میں تو یہ سمجھتا ہوں اس میں جتنے بھی دوست بحث میں حصہ لینے اسکے بعد ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جیسا کہ جام صاحب نے بھی کہا ہیلتھ کے معاملات کو سلجھانے کے لیے جو ہماری اپنی کمیٹیز ہیں میں نے خود ایک تحریک التوا پیش کی تھی لیکن آپ نے لیٹر بھجوایا بعد میں کہ میں نے اپنے چیئرمین میں نمٹا دیا کہ کمیٹی بنی ہے لیکن کمیٹی تب بنے گی جب ان کے چیئرمین ہونگے اب تک ان کے چیئرمین نہیں بنے اب ہم یہاں بحث کرتے رہیں گے منسٹر سنتے رہیں گے دوچار الفاظ یہ بھی کہیں کہ چلا جائے گا یہ بات یہی پر ختم ہو جائے گی اگر کمیٹی ہوتی وہ کمیٹی منسٹر کو بھی بلا لیتی وہ کمیٹی سیکرٹری ہیلتھ کو بھی بلا لیتی ان کے جتنے ادارے کے لوگ تھے ان سب کو بلا لیتی ان سے باز پرس کرتی کہ واقعی یہ کیوں ہو رہا ہے اور کسی لیے ہو رہا ہے لیکن ان پر چیک اینڈ بیلنس کے لیے جو کمیٹیاں تھیں وہ نہیں ہیں لہذا وہ جلد از جلد بنائی جائیں تاکہ لوگوں کے لیے ہو سکیں شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی راجیلہ درانی صاحبہ!

محترمہ راجیلہ درانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ جو تحریک التوا لائی گئی ہے میں سمجھتی ہوں یہ بہت ہی اہم ہے کیونکہ اگر صحت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ تمام صوبے کے حوالے سے تو بات ہو رہی ہے لیکن میں اپنے شہر کو نہ

کے حوالے سے بات کروں گی جو کہ بلوچستان کا capital بھی ہے اور جس کی آبادی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے لیکن یہاں صحت کا فقدان ہے سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ جس طرح سے اس کو لینا چاہئے جس طرح سے اسکو facilitate کرنا چاہئے اس طرح سے کوئی بھی چیز نظر نہیں آ رہی ہے ڈسپنسریوں میں تو کوئی سہولت نہیں اور فرنیچر تک نہیں ہے نہ آلات نظر آ رہے ہیں نہ دوائیاں ہیں اور نہ ڈاکٹر ہے اور اگر اتفاق سے کوئی ڈاکٹر مل جاتا ہے تو اتنی خوشی ملتی ہے کہ جیسے انتہائی ناپید چیز مل گئی میں سمجھتی ہوں اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے جس طرح کے تمام ساتھی کہہ چکے ہیں اور میں سب سے ضروری بات یہ کہنا چاہتی ہوں جو سول ہسپتال کے متعلق ہے اس کی ایمر جنسی کے متعلق ہے سول ہسپتال وہ ہسپتال ہے جو کہ لوگوں کے range میں ہے اگرچہ بی ایم سی بنا دیا گیا ہے لیکن ایمر جنسی کی صورت میں لوگ سول ہسپتال ہی جاتے ہیں کیونکہ بی ایم سی پہنچنے تک شاید وہ زندہ ہی نہ بچ سکے کچھ عرصہ پہلے مجھے اپنی والدہ کو ایمر جنسی لے جانے کا اتفاق ہوا آپ یقین کریں یہ میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے وہاں پر آلات کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر ایک بھی چیز نہیں ہے اور ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ایک وہیل چیئر دے دیں تو ایمر جنسی میں ایک وہیل چیئر تک نہیں ہے اور انہوں نے یہ کہا کہ سٹریچر لائیں تو انہوں نے کہا سٹریچر بھی نہیں ہے ایک مریض بے چارہ سٹریچر پر پڑا ہوا تھا تو اٹھا کر اس کو دوسری طرف پھینکا وہ سٹریچر اٹھا کر لائے میں نے انکو منع بھی کیا اور اس سٹریچر کی اونچائی اتنی تھی کہ اس مریض خاتون کو کہہ رہے تھے آپ جھپ مار کر اس پر لیٹ جائیں۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں اس ایمر جنسی کی کیا حالت ہوگی اس کے علاوہ اس کے equipments کے بھی یہی حالات ہیں تو ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر تو ہے نہیں۔ اس صورتحال کا ہمارے ساتھی شفیق صاحب نے explain کیا ہے تو میں اس کی تائید کرتی ہوں اور اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے جب ہم اپنے شہریوں کو صحت ہی فراہم نہیں کر سکتے ان کی جانوں کی حفاظت ہی نہیں کر سکتے ہیں تو پہلے امن وامان پر بات ہو رہی تھی میں تو ان کی صحت کے حوالے سے کہتی ہوں جب ان کی صحت ہی نہیں ہے اور ایسے ہسپتال بنانے کا فائدہ ہی کیا ہے جہاں پر کچھ بھی نہیں ہے ڈاکٹر کی یہ حالت ہے ویسے تو وہ انتہائی پابندی سے ہسپتال میں ہوتے ہیں لیکن صرف وہ چھٹی کے وقت پابندی کرتے ہیں آپ ایک یا ڈیڑھ بجے جائیں تو کوئی ڈاکٹر آپ کو نہیں ملیں گے وہ کہیں گے ہم تو

ہیں نہیں۔ ہم تو وقت کی پابندی کرتے ہیں اسی طرح ہڑتال کرتے وقت وہ پورے وقت ہسپتال میں ہڑتال تو کرتے ہیں لیکن شام کو آپ ان کے کلینک میں جائیں تو سارے ڈاکٹر آپ کو بروقت ملیں گے بلکہ رات کو ملیں گے اور اپنی جیبیں فیسوں سے بھر رہے ہیں تو اس حوالے سے ہمیں دونوں طرف دیکھنے کی ضرورت ہے ڈاکٹر بھی اسی سوسائٹی کا حصہ ہیں میری ان سے اپیل ہے کہ وہ اپنے پیشے کا خیال رکھیں اور ان کے آلات جتنے بھی ہوں اور ان کی جتنی بھی سہولیات ہوں وہ دیئے جائیں اور جب تک ان کے لئے ڈاکٹر کی موجودگی جب تک وہاں نہیں ہوگی تو کوئی فرشتہ آ کر ان مریضوں کو بچا نہیں سکتا ہے میں اس حوالے سے کہوں گی جتنی بھی وہاں سے complain آئی ہیں کہ وہاں پر لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے خاص کر رات کے وقت کے لئے نہیں ہے تو میں یہ وزیر صاحب سے یہ رکوئیٹ کروں گی کہ وہ رات کے وقت کے لئے لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی ضرور کریں اور آخر میں میں یہ کہوں گی کہ تمام ایم پی ایز سے تجاویز لیں ان کے حلقے کے حوالے سے شہر کے حوالے سے اور ضرور میری یقیناً ان سے رکوئٹ ہوگی وہ ایک دفعہ ضرور سول ہسپتال کی ایمر جنسی کا اور دیگر ہسپتالوں کا اور ان کی ایمر جنسی کا اچانک دورہ کریں انسپکشن ٹیم بنائیں اور وہاں کا دورہ کریں اور صورتحال ان کو واضح ہو جائے اور ڈاکٹر جو اپنے آپ کو زیادہ لائق سمجھتے ہیں ان کا رویہ جو ہے وہ بھی ان کے سامنے آ جائے گا اور جو وہاں سہولیات کی صورتحال ہے وہ بھی ان کے سامنے آ جائیگی۔ شکر یہ!

جناب اسپیکر: جان محمد بلیدی!

جان محمد بلیدی: مہربانی ویسے اس ملک کی بد قسمتی ہے کہ اس ملک میں جو بنیادی مسائل ہیں ان کو سنجیدگی سے حل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی ہے یہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے آج تک صحت تعلیم صاف پانی کی فراہمی کی بجائے ہمارے حکمران اس بات پر لگے ہوئے ہیں کہ فوج کو مزید اسلحہ کہاں سے دیں اور مزید چھاؤنیاں کہاں سے دیں تمام بجٹ اور جو پوری قومی آمدنی ہے اس کو یہاں کے لوگوں کی صحت یا تعلیم کی فراہمی کی بجائے حکمرانوں کی عیاشیاں ان کے لئے گھر بننے فوج کی نفی میں اضافہ فوجی بجٹ میں اضافہ اس چیز میں لگا دیا گیا ہے اور اس وجہ سے یہ تمام مسائل روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں صحت کا مسئلہ ہے تعلیم کا مسئلہ ہے پانی کا مسئلہ ہے۔ جس طرح یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے یہ

مسائل پورے ملک کے ہیں اور تمام صوبوں میں قدرے مختلف ہیں یہ صورتحال ہے لیکن ہم بات کریں گے بلوچستان کے کچھ مسئلوں کا۔

امروز جان فرانسس: جناب اسپیکر! کورم ٹوٹا ہوا لگتا ہے۔

جناب اسپیکر: گن لیتے ہیں۔ سولہ ہیں پورے ہیں۔

جان محمد بلیدی: فرانسس صاحب! آپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں آپ نے کہیں جانا ہے کیا؟ یہاں اہم باتیں بلوچستان کے متعلق ہو رہی ہیں دوستوں کو چاہئے کہ ذمہ داری کا ثبوت دیں کورم کا مسئلہ نہ کھڑا کریں بلکہ ان مسائل کی نشاندہی کریں جس سے اداروں کی کارکردگی بہتر ہو صرف کسی کی یہاں ہم نے مذمت نہیں کرنی ہے ہم نے کسی ادارے کی مذمت نہیں کرنی ہے ہم نے یہ کرنا ہے کہ ہمارے جو وسائل اس وقت ہمیں حاصل ہیں اور جو وسائل ہیلتھ میں ہمیں حاصل ہیں ان کو ہیلتھ میں کس طرح بہتر خرچ کیا جانا چاہئے اس کو کس طرح بہتر کیا جاسکتا ہے یہاں میں نے چار موٹی موٹی چیزیں رکھی ہیں ایک تو جو موجودہ وسائل ہیں ان کا صحیح استعمال ہو۔ دوسری یہ ہے پلاننگ کی کمی۔ ہیلتھ سیکٹر میں پلاننگ کی کمی اس میں غیر تجربہ کار افراد کو نوازنا۔ سینارٹی اور میرٹ کو بالائے طاق رکھنا اور اس کی جگہ اپنے جو نیر افراد کو اوپر لانا۔ تیسری بات ہے وفاق جو پورے اس ملک کو لوٹتا ہے ہمارے تمام وسائل کو لیتا ہے آیا وہ صحت کے سیکٹر میں ہمیں کیا دے رہا ہے جہاں آپ دیکھیں گے سندھ پنجاب اور سرحد جہاں وفاق کی طرف سے صحت کے حوالے سے بڑے بڑے ادارے بنے ہوئے ہیں جس طرح جناح ہسپتال کراچی میں ہے دوسرے ادارے ہیں یہاں کیا ہے۔ یہاں ٹھیک ہے ہم اپنی کمزوریوں پر تنقید کریں لیکن وہاں اس بات کو نہ بھولیں کہ وفاق کی طرف سے ہمیں کیا مل رہا ہے چوتھی چیز ہے جو مجموعی وسائل کی یہاں کمی ہے ہم دیکھ رہے ہیں جس طرح حافظ صاحب ہیں اور پی اینڈ ڈی کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت صوبہ جو ہے کوئی نو ارب سے زیادہ کا overdraft کر چکا ہے۔ ابھی اس صورتحال میں جہاں ہمارے پاس management کی کمی ہو کمزوریاں ہوں اور جو ہمارے محدود وسائل ہیں ان کا صحیح استعمال نہ کریں اور میرٹ کو بالائے طاق رکھیں تو مسائل مزید پیچیدہ ہونگے۔ اور یہی ہم دیکھتے ہیں ایسا ہوتا جا رہا ہے اور یہ جو ہمارے دوستوں نے تنقیدیں کی ہے ہسپتال کی کمیوں کی۔ ڈاکٹروں کی غیر موجودگی کی۔ ایمبولینسوں

کی غیر موجودگی کی ہسپتال میں ادویات کی غیر موجودگی کی تو اس میں جو بنیادی باتیں ہیں خود ہسپتال میں تنظیم کی کمی ہے ہر ہسپتال میں جس کو بٹھایا ہے سنیر کو اس کے ماتحت کر دیا ہے آپ نے ہر ضلع میں جو نیر کو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کر دیا ہے۔ اور یہ جو mismanagement ہے اس نے اس ادارے کا پورا ستیاناس کر دیا ہے اور یہ ادارہ غیر فعال ہوتا جا رہا ہے ابھی آپ جناب! دیکھیں گے کہ ایک تو وفاق کی طرف سے ہمیں فنڈز ہی نہیں ملتے ہیں صوبے کو چلانے کے لئے دیگر مسائل ہیں لیکن ہیلتھ سیکٹر میں تو کچھ بھی نہیں ہے ابھی ہمارے ہسپتال میں جو ہم کہتے ہیں user slip لے جاتے ہیں اس کا پیسہ بھی وفاق کو جاتا ہے یعنی وفاق ہمیں کیا دے رہا ہے جب ہم وہاں دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن جب لینے کی بات آتی ہے تو development پر پانچ سے سات فیصد تو وہ انکم ٹیکس لیتا ہے اور پھر اٹھارہ فیصد سیلز ٹیکس اور پچیس فیصد تو اس سے چلے گئے۔ اور اس کے علاوہ جو سلف ہوتی ہے اور جو ڈاکٹر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ سلف کے پیسے بھی وفاق کو جاتے ہیں حالانکہ اس سلف کے پیسے کو تو اس ہسپتال کے لئے خرچ ہونا چاہئے۔ وہاں بلب کی کمی ہے چادر کی کمی ہے یا چھوٹی موٹی وہاں کی ضروریات ہیں وہ تو پورا کر سکتے ہیں لیکن ہم نے دیکھا کہ یہاں قانون اس طرح بنایا گیا ہے شاید ہمیں اس پر تحریک لانے کی یا کوئی قرارداد لانے کی بھی ضرورت پڑے کہ وہ سلف کا پیسہ اسی ہسپتال کو جائے جس ہسپتال سے وہ جمع و جاری ہو رہا ہے۔ اور رہی بات وفاق کی وہ یہاں کوئی ادارہ نہیں بنا رہا ہے ہمارے پاس دیکھیں اتنا بڑا ہسپتال ہے شیخ زید ہسپتال ہے یہ عربوں نے بنایا ہے اتنی بڑی شاندار عمارت ہے ہمارے پاس فنڈز نہیں ہے جہاں تک میری انفارمیشن ہے صوبہ اس قابل نہیں ہے کہ اس ہسپتال کو چلائے تو میں چاہتا ہوں کہ یہ تو وفاق کی ذمہ داری ہے کم از کم بلوچستان میں ایک ایسا بڑا ادارہ بنائے جہاں پوسٹ گریجویٹ کی کلاسیں کرائی جا سکیں جہاں اس کو ایک مثالی ادارہ بنایا جائے جیسے جناح ہسپتال ہے ہمارے پاس عمارت موجود ہے یہ وفاق کر سکتا ہے ہمارے صحت کے ادارے کو ڈیپارٹمنٹ کو اور خاص طور پر اس اسمبلی میں بھی اس سلسلے میں ایک قرارداد لانی چاہئے کہ اس کو وفاق لے اور اس کو ایک بہترین ہسپتال کی صورت میں بلوچستان میں develope کرے یہ تو رہی وہ باتیں جو صحت کے حوالے سے تھیں۔ اور خاص طور پر جب ہم اسی حوالے سے اپنے حلقے کی طرف آتے ہیں یا ادویات کی کمی کا رونا روتے ہیں تو بات جب ادویات کی آتی

ہے تو منسٹر صاحب نے ہمیں عام طور پر کہا ہے کہ بھائی جو فنڈز ہیں یہ ضلعی معاملہ ہے اور یہ ضلع کے فنڈز سے یا اس کے بجٹ سے یہ ادویات خریدی جاتی ہیں اور یہ جو صورتحال ہے۔۔۔۔۔ (مداخلت) تو جناب والا! ان سہولیات کی بات ہو رہی ہے جہاں ادویات پہنچانے کی بات آتی ہے ہم تنقید ضلعوں پر کرتے ہیں جہاں بات آتی ہے اس پر کہ لائینڈ آرڈر کا maintenance کہیں غلط ہو رہا ہے کہیں بات کرتے ہیں کہ یہ تو ضلعی معاملہ ہے دیکھیں جناب! ادویات کا ضلعوں کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں یہ بات clear ہے کہ وہ ہسپتال کو ادویات فراہم نہیں کر سکتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ ضروری ہے کہ یہ بالکل صوبے کا معاملہ ہے اور اس کے لئے صوبائی حکومت بالکل پابند ہو کہ تمام ہسپتالوں میں وہ باقاعدہ دوائیاں پہنچائے کیونکہ ضلع تو ہم نے دیکھا ہے سارا دن روتے ہیں کہ ہمارے پاس نہ fuel کے پیسے ہیں نہ دوسرے پیسے ہیں تو وہ لوگوں کو کہاں سے ادویات دیں گے بحر حال لوگ تو ہمارے ہیں لوگ تو صوبے کے ہیں عوام تو ہمارے ہیں اگر ضلعوں کے پاس پیسہ نہیں ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہونی چاہئے کہ ہم وہاں ادویات پہنچائیں۔ اچھا بات رہی mismanagement کی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتا ہوں پی بی ۴۹ کچھ جہاں سے میرا تعلق ہے وہاں نوبی ایچ یوز ہیں ایک آرائیج سی ہے اس میں بلیڈ آر ایچ سی میں ڈاکٹر اور ایک بی ایچ یو ہے ہیرواس میں ڈاکٹر ہے باقی بی ایچ یوز ڈنڈار، ہوشاب، سامی، ناگ زامران، تادین، ٹرا بولی اور تاتانی گدار یہ وہ بی ایچ یوز ہیں جہاں ڈاکٹر سرے سے موجود ہی نہیں ہیں آیا پوسٹیں نہیں ہیں اگر۔۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

محترمہ شمینہ سعید: جناب! میں یہ کہہ رہی ہوں کہ باہر خواتین ٹیچر کا ایک جلوس آیا ہوا ہے وہ نعرہ بازی کر رہی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ دو تین ممبر جائیں اور ان کے مطالبات سن لیں۔

جناب اسپیکر: کیا مطالبات ہیں۔ تو مولانا واسع صاحب! اگر آپ جائیں۔ (مداخلت)

جان محمد بلیدی: جناب! آپ دیکھیں نوبی ایچ یوز میں ایک بی ایچ یو ایسا ہے میرے حلقے میں وہاں ڈاکٹر موجود ہے باقی آٹھ بی ایچ یوز ہیں جہاں ڈاکٹر سرے سے موجود ہی نہیں ہے تو یہ صورتحال ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک پوری mismanagement ہے اگر ہم ان وسائل کو manage کریں جو وسائل ہمیں حاصل ہیں اس وقت کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر ہم ان کو manage کریں جو گاڑیاں

ہمارے پاس ہیں ان کو manage کریں جو پیسے ہمارے پاس ہیں ان کو صحیح طور پر خرچ کریں جو سنئیر سٹاف ہمارے پاس ہیں اس کی سینارٹی کو بالائے طاق نہ لائیں تو میں سمجھتا ہوں پھر یہ ڈیپارٹمنٹ بہتر ہو سکتا ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ میں جو کمزوریاں اور جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں تو اس کا قصور وار منسٹر ہونگے کیونکہ ہمارے اس ادارے اسمبلی میں تو منسٹر ہے۔ منسٹر کس کو کیسے نیچے قصور وار کرے گا اور اس کو بہتر بنا سکے گا۔ یہ اس کی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: اوکے شکریہ! خواتین ٹیچرز کافی آئی ہوئی ہیں اگر مولانا واسع صاحب! آپ چلے جائیں آپ ذمہ دار شخص ہو ان کے مطالبات سن لیں۔

جناب اسپیکر: دو خواتین تو چلی گئیں ایک راحیلہ اور ایک آمنہ۔ ایک منسٹر ساتھ ہو۔  
(باہم گفتگو)

جناب اسپیکر: عبدالمجید خان اچکزئی!

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ویسے بھی کورم ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ جناب اسپیکر! یہ رحمت علی بلوچ صاحب نے کہا تھا کہ اپنے ضلع کے لئے ہمارے منسٹر صاحب نے بڑے کام کیئے ہیں۔ بس میں مختصراً اتنا ہی کہوں گا کہ میں ایسے علاقے کا ایم پی اے ہوں جہاں پر نہ کوئی لیبارٹری ہے نہ کوئی ایمبولینس ہے اور نہ وہاں پر کوئی ایکسرے مشین ہے۔ ایک پورے حلقے میں میرے پاس سگی میں ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ ایک ایمبولینس تھی وہ بھی حافظ صاحب لے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ التوا کی جو تحریک پیش ہوئی ہے اس میں تین چار تجاویز میں دیدوں! اسکو ہم قرارداد کی صورت میں بدل دیں اُس سے ہمیں صوبے میں کم سے کم اسکا فائدہ ملے گا۔ نمبر ایک جناب اسپیکر! اے ڈی او ہر ضلع میں جو ہوتا ہے اُس پر یہ پابندی لازمی ہو کہ وہ پندرہ دن میں آراچی سی سنٹر اور بی ایچ یو سنٹر کا دورہ کریں اور وہاں کے register پر اپنا دستخط کریں۔ نمبر دو جناب اسپیکر ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے ہمارے علاقے میں ویسے بھی یہ devolution plan کے تحت اُس کو دو ایسوں کا کوٹہ نہیں ملتا ہے۔ تو اسمیں ہماری ایک تجویز ہے کہ ہر ایک آراچی سی اور بی ایچ یو میں ایک پرائیویٹ میڈیکل اسٹور قائم کیا جائے۔ جناب اسپیکر! پرائیویٹ میڈیکل اسٹور کے معنی یہ ہے کہ ایک دفعہ تو ایک بندے کو وہاں

سے پرچی مل جاتی ہے دوائیوں کے لئے پھر اُسے کسی اور گاؤں میں جانا پڑتا ہے وہاں سے دوائی لینے کے لئے۔ ایک جناب اسپیکر! جو ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہوتے ہیں یا مطلب وہ تعینات ہوتے ہیں بی ایچ یو اور آر ایچ سی میں اُن کے تمام کلینکس پر پابندی ہونی چاہیے اور غیر حاضر ڈاکٹر جو ہے ڈیڑھ مہینے سے زیادہ جو غیر حاضر رہے گا یا دو مہینے سے زیادہ اُس کو نوکری سے بھی فارغ کرنا ہوگا۔ یہ قانون ہے یا نہیں ہے میں اپنی تجویز دے رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! بڑا مسئلہ یہ ہے ڈاکٹروں کے لئے بھی کہ جہاں پر بھی بی ایچ یو اور آر ایچ سی سنٹرز ہوتے ہیں ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس accommodation نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہ دو یا تین پی ایس ڈی پی تو یہاں ابھی بنی ہیں اُس میں میں بھی تھا۔ ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پی ایس ڈی پی میں بی ایچ یو اور آر ایچ سی سنٹرز رکھ لیتے ہیں مگر ڈاکٹروں کے لئے accommodation کیلئے کوئی بھی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو اسمیں ہماری ایک تجویز ہے میری ذاتی کہ جب بھی پی ایس ڈی پی میں کوئی بی ایچ یو اور آر ایچ سی سنٹرز رکھا جائے اسمیں ڈاکٹروں کی accommodation کیلئے بنگلے یا کوارٹرز یا جو کچھ بھی ہوتے ہیں اسٹاف کے لئے وہ ضروری ہونی چاہیے۔ جناب اسپیکر! جس طرح کہ ہمارے ساتھی بلیدی صاحب نے ذکر کیا تھا دوائیوں کا۔ اب یہ devolution plan کے تحت ہم جب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ کا معاملہ ہے۔ اب ہمیں اپنے ڈسٹرکٹ کا تو پتہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم جو ہے وہ اپنی تنخواہ اور باقی یہ salaries جو وہ لوگ لیتے ہیں وہ بھی development کے پیسوں سے لیتے ہیں۔ دوائیاں دینا تو اُن کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! حافظ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ پشتون آباد کی آبادی جو ہے کوئٹہ شہر کے اندر پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔ پشتون آباد کا کوٹہ گورنر ہاؤس کے برابر بھی نہیں ہے۔ جیسے ہمارے ساتھی سردار اعظم صاحب نے بھی ذکر کیا تھا۔ تو میری یہ تجویز ہے جناب اسپیکر! اگر اسی کو قرار داد کی صورت میں منظور کروادیں اس سے کچھ بہتری بن سکتی ہے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ امبروز جان فرانس!

امبروز جان فرانس: بہت شکریہ جناب اسپیکر! یہ تحریک جو ہے بڑی اچھی تحریک ہے یہ غور طلب بھی ہے اور توجہ طلب بھی ہے۔ کہتے ہیں جس جگہ آگ لگتی ہے اُسی کو پتہ چلتا ہے۔ تو میں اس پر اس لئے کہنا چاہتا

ہوں کیوں ۲۶ جولائی ۲۰۰۰ کو جب میرے والد صاحب کو گولی لگی تو سول ہسپتال جب لیکر اُن کو پہنچے وہ ٹھیک ٹھاک حالت میں تھے لیکن وہاں پر کیا ہوا کہ ایک بھی سرجن موجود نہیں تھا اور وہاں پر ہاؤس جاب والے وہ کیا مشورہ دیتے ہیں کہ یہاں کچھ نہیں ہوگا آپ کوشش کریں کہ انہیں سی ایم ایچ لے جائے۔ اسی میں کرتے کرتے جو ہے یہ ساڑھے تین بجے کا واقعہ اور آٹھ بجے آپریشن ہوگا تو پھر کیا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے والد صاحب جو ہیں یہ دُنیا میں موجود نہیں اسی حادثے میں گولی لگنے میں چلے گئے۔ یہاں پر جس طریقے سے ہماری جو ترجیحات ہیں جب بھی کہیں تو ہم کہتے ہیں جی ہماری ترجیحات میں سب سے بڑی ترجیح صحت کے لئے ہے۔ تعلیم کے لئے ہے آہوشی کے لئے ہے۔ یعنی یہ جب ہماری ترجیحات میں ہیں تو یہ اسی لئے غور طلب ہیں۔ کیونکہ جس طریقے سے ہم اپنی یہاں کے سول ہسپتال کو ہم نے دیکھا۔ کہ جس طرح سے وہ چل رہا تھا لیکن آج اُس کی صورتحال کس طرح سے ہے کہ وہ بالکل جیسے لاوارثوں والا ہسپتال ہوتا ہے کہ وہاں پر لے کر جائیں تو ایک انجکشن بھی نہیں ہوگا یعنی تین روپے کی ایک سرنج بھی نہیں ہوگی وہ کہیں گے کہ جاؤ پہلے سرنج لے کر آؤ تو ہم اسکو جو ہیں نا۔۔۔ یعنی جو طبی امداد کی چیزیں ہیں جس ہسپتال میں فوری طبی امداد کی چیزیں بھی مہیا نہیں ہوں تو ایسے ہسپتال کا کیا فائدہ کہ جہاں پر آپ نے اس کو چلانا ہے لوگوں کو بچانا ہے۔ لوگوں کو صحت دینا ہے۔ لیکن ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ جس طریقے سے سول ہسپتال کا حال ہوا اور بی ایم سی جس طریقے سے ہے کہ وہاں پر ابھی تک لوگ اس طریقے سے نہیں ہیں کہ اُن لوگوں کو کسی ڈیپارٹمنٹ کا پتہ نہیں ہے کہ مریض کو کس طریقے سے لے جانا ہے کہاں پر لے جانا ہے؟ اگر اسی طریقے سے یہ سلسلے چلتے رہے اور جس طرح سے ڈاکٹروں کی غیر حاضریاں ہیں کہ ایک علاقے سے ایک ڈاکٹر جو ہے وہ خدمت کا جذبہ لیکر ڈاکٹر بنتا ہے لیکن وہ اپنے علاقے میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ اُس کی کیا وجہ ہے۔ کہتا ہے کہ وہ big city کے جو ہمارے allowances ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ اگر ڈاکٹر اس طریقے سے یہ خدمت کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوام کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ بہت ہی ادب سے اور معذرت سے میں کہوں گا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو میں نے نہیں کہا لیکن میرے ماموں کا کہنا تھا اُنکا کا ایک اکلوتا بیٹا فلپائن ڈاکٹری کرنے کے لئے گیا تو میں نے بڑے خوش ہو کر کہا کہ بھئی ہمارا بھائی ڈاکٹر بن کے آ رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے جب وہ آئے گا پتہ

چلے گا کہ وہ ڈاکٹر بنتا ہے یا ڈاکو بنتا ہے۔ کیونکہ ہم کس طریقے سے اپنے عوام کے ساتھ نا انصافی کرتے ہیں کہ جہاں پر ہم نے وقت دینا ہے اُس کی بہ نسبت ہم اپنی کلینک کو جب ٹائم دیتے ہیں اور یہاں پر رسول ہسپتال میں جب ایک غریب آدمی آتا ہے تو اُس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے لیبارٹری کے حوالے سے وہ بیچارے چل کر آتے ہیں غریب تو وہ کہتے ہیں کہ جی اس کو ٹیسٹ لکھ کر کے دیدو تو وہ کہتے ہیں کہ فلانی لیبارٹی سے۔ تو وہ بیچارے کہتے ہیں کہ بھئی ہم تو بس کا کرایہ لے کر آئے ہیں یہ ڈاکٹر کی فیس ہے ہمارے پاس۔ تو وہ کہتے ہیں اچھا ٹھہرو ہم ڈاکٹر سے بات کرتے ہیں۔ اور یہ آنکھوں دیکھا حال ہے کہ اُس کو کہہ رہے ہیں کہ ہزار روپے کا ہم نے ڈاکٹر کو جا کے سفارش کی ہے کہ یہ پانچ سو روپے میں کر دے گا۔ وہ بیچارے کہتے ہیں کہ بھئی ہمارے پاس پانچ سو روپے بھی نہیں ہیں۔ تو اُن کا کہنا کیا ہے کہ یار گر اک ہاتھ میں آیا تھا وہ نکل گیا ہے۔ یعنی اس طرح سے صحت پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ہم تو چاہیں گے کہ گورنمنٹ جو ہے وہ ہسپتال میں اور ڈسپنسریوں پر توجہ دے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ کوئی غلط کام ہو رہا ہے۔ یہ بھی نہیں کہیں گے کہ کوئی الہ دین کا چراغ ہے کہ اُس کو رگڑ کے ہم سارے مسائل حل کر دیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ اس کو serious لیا جائے۔ اس پر توجہ دی جائے تاکہ عوام کی صحت کے بنیادی مسائل جو ہیں اُن کو حل کیا جائے اور انہیں زندگی فراہم کی جائے۔ بہت شکریہ!

جناب اسپیکر: عبدالرحیم زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: شکریہ جناب اسپیکر! صوبے کے بہت اہم ترین موضوع پر جو تحریک التوا بحث کے لئے منظور کر چکے ہیں۔ اس پر میں تمام دوستوں کا اور خصوصاً آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ جناب اسپیکر! ان چیزوں کو یا جو تحریک التوا ہے اس کو مثبت معنی میں اور منفی معنی میں لینے کی بجائے اپنی ضروریات کو مد نظر رکھ کر ان چیزوں پر بحث کریں گے۔ اور اپنے عوام کیلئے جن چیزوں کی وضاحت کریں ہم ایک بہتری کی راہ سمجھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بنیادی طور پر ہمارا صوبہ اور ہمارے لوگ جس کسمپرسی کی حالت میں یہاں زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ہیلتھ کی جو سہولیات ہیں گورنمنٹ کے فرائض میں یہ شامل ہیں۔ کہ لوگوں کو اچھی سہولیات مہیا کریں لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس پر بات کریں کہ ہیلتھ کی سہولیات کتنی ہیں اور اس پر کتنا عملدرآمد ہو رہا ہے یا اس غریب صوبے کے خزانے سے ان کے لئے کتنے پیسے مختص کئے جاتے ہیں

اور اس سے کتنا کام لیا جاتا ہے اور عام آدمی کو اس سے کتنا فائدہ پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے میں جناب اسپیکر! میں محکمہ صحت کے ہمارے منسٹر موصوف صاحب بھی ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ میں انکو اور بھی بہت سی چیزیں گوش گزار کروانا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک جناب اسپیکر! یہاں علاج کے حوالے سے دوستوں اور ساتھیوں نے بات کی لیکن جناب اسپیکر! یہاں علاج سے پہلے بیماریوں کے تدارک کے بارے میں نہ اب تک بات ہوئی ہے اور شاید میرے بعد میرے دوسرے دوست اس پر بات کریں گے اور انکو کرنا بھی چاہئے مسئلہ یہ ہے بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ جس کو حفظان صحت کے حوالے سے لیتے ہیں تو ہمارے عوام خود ان بیماریوں کی روک تھام کر سکتے ہیں جناب اسپیکر! یہاں جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ آج تک ہمارے لوگوں کو یہ نہیں بتایا گیا بلکہ یہ محکمہ صحت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جتنے بھی ہم گھر بناتے ہیں ہاؤسنگ کی تعمیر میں باقاعدہ محکمہ ہیلتھ کا ایڈوائزر جو اس مکان کو اس گھر کو بنگلہ کو جو ہے وہ حفظان صحت کے اصولوں کے تحت اس کو بنانے کی تاکید کریں اس کو پابند کریں لیکن یہاں جو ہم بناتے ہیں گھر جو تعمیر ہوتے ہیں آج تک ہمارے municipalities میں ہمارے شہروں میں کہیں پہ بھی یہ انتظام نہیں ہے اور اگر یہ انتظام نہیں تو اس حوالے سے ہمارے وہ ہاؤسز حفظان صحت کے اصولوں پہ جب نہیں اترتے تھے اس کی ventilation میں ہوا کی آمد ہو اور اس کے ساتھ ساتھ سورج کی روشنی مختلف چیزیں ہیں کو مد نظر رکھ کر گورنمنٹ ایک آدمی کو نقشہ پاس کروادیتی ہے۔ اور اس کو مکان تعمیر کرنے کے لئے کہتی ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! ہم ان چیزوں سے محروم ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا اب تک پتہ تک نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! میں ایک اور اہم موضوع کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں ایک بیماری ہمارے ہاں جو عام ہو چکی ہے۔ اور وہ ہے مچھروں کے ذریعے سے ملیریا پورے صوبے میں آپ جہاں بھی جائیں گے اگر پنکھا چلانے کی ضرورت نہیں ہے تب بھی یہ پنکھا ساری رات اس لئے چلتا رہے گا کہ میں مچھروں سے کچھ محفوظ ہو کر سوسکوں تو جناب اسپیکر! مچھراں قسم کی بیماریاں پھیلاتے ہیں اس کے لئے ہمارے پاس ایک محکمہ بھی موجود ہے۔ اور ان کے پاس اسٹاف وغیرہ بھی ہے لیکن وہ محکمہ اور وہ اسٹاف کسی بھی وجہ سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہم اور آپ اس محکمے سے اس کی موثریت کو آج تک ثابت نہیں کر سکیں گے۔ مچھراں تو پتہ نہیں ٹانگیں کھینچنے کے قابل ہو گئے ہیں اور اتنے بڑھتے جا رہے

ہیں۔ اور اس کا سائز بھی اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ سچھے سے چونکہ اس کے موافقت رکھنے کے لئے وہ ضروری ہوتی ہے۔ لہذا جیسا کہ نیچر کا قانون ہے۔ وہ اپنے آپ کو ڈوپلمنٹ کر دیتا ہے اور اس ڈوپلمنٹ کے تحت وہ سچھے کی ہوا سے ابھی آپ اسکو نہیں اڑا سکتے ہیں جناب اسپیکر! جب ایک محکمہ موجود ہو اس کا شعبہ موجود ہو اس کے لوگ موجود ہو تو ان باتوں پر سوچنا چاہئے اور ہمارے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے ایک ایسی چیز ہو کہ ہم لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ ملیریا کے محکمے کی موجودگی میں پچھلے سال کی بہ نسبت اس سال ملیریا پھیلنے کی یا اس کی روک تھام کے لئے کام ہوا ہے۔ اور ہم اس ڈیٹا کو اتنا بہتر کر سکیں اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! پینے کی صاف پانی کی جہاں تک بات ہے۔ بہت سی بیماریاں اس سے پھیلتی ہیں۔ ہمارے شہروں میں یہ انتظام نہیں ہے اسکو چیک ہی نہیں کیا جاتا کہ یہ پانی حفظان صحت کے لئے صحیح ہے یا نقصان دہ پچھلے دنوں پانی سے متعلق ایک رپورٹ اخبار میں چھپی تھی جسمیں مختلف اضلاع کے پانی کو صحت کے لئے انتہائی مضر قرار دیا ہے لیکن ہمارے پاس وہ اگر مضر ہے بحیثیت صوبائی حکومت کے ہمارے پاس کیا منصوبہ ہے اس کے لئے کیا انتظامات کر سکتے ہیں۔ اگر اس مضریت اس میں ہے تو اس کو کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! بہت ایسے عوامل ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم ایک ایسی چیز کی طرف جاسکتے ہیں اور اپنے لوگوں کو بہتری دلوا سکتے ہیں۔ اگر ہم ان پر عمل کریں جناب اسپیکر! ہمارے ہاں اس صوبے میں بلکہ پورے ملک میں انٹرنیشنل کمپنیاں ہیں جو دوائیاں تیار کرتی اور بیچتی ہیں اب ایک چھوٹی سی مثال میں دیتا ہوں کہ ایک کمپنی انڈیا میں ٹن ٹیبلٹس کی ایک پیکٹ دس روپے میں اور وہی کمپنی کوئٹہ وہی ٹیبلٹس وہی و فارمولہ ایک سو دس روپے کے۔ معلوم نہیں ہم لوگ بن گئے ہیں۔ تو ہمارے حکمرانوں کا ملک اور صوبے کا اس بات پر ایک اصول ہونا چاہئے۔ ان سے لسٹ مانگنی چاہئے کہ جو دوائی آپ انڈیا، بنگلہ دیش، نیپال اور ایران میں بنا کر دے رہے ہیں۔ اور وہاں پر آپ ان کو اس ریٹ پر مہیا کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس ریٹ پر تو اس کی بنیادی وجوہات کیا ہیں جو مقدار دوائیوں کی آپ اس ٹیبلٹ میں استعمال کرتے ہیں اور وہ فارمولہ ایک ہی یہاں پر بھی وہی ایران اور بنگلہ دیش وغیرہ میں بھی وہی ہے پھر یہ دوائی یہاں اتنی مہنگی کیوں ہے بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جو لوگ ہیں جن کمپنیوں کے ساتھ وہ سودا کرتے ہیں جن کو بلواتے اور جن سے دوا خریدتے ہیں۔ انہوں نے آج تک اس پر سوچا تک نہیں ہے کہ

ہم اپنے عوام کے لئے اس سے کتنا ریلیف لے سکتے ہیں۔ وہ تو ہماری اجازت سے یہاں دوا تیار کر کے بیچتی ہیں۔ جب ہم ان کو اجازت نہیں دینگے تو نہیں بیچ سکتیں۔ انڈیا بنگلہ دیش یا جس بھی ملک کا میں نام لوں انہوں نے اپنے عوام کے لئے اس کمپنی کو پابند کیا ہے۔ کہ اگر آپ دوا بیچیں گے فلاں قسم کی اس کا جو بھی نام ہو میں لوں یا نہ لوں۔ تو اس ریٹ پر ہمارے عوام کو مہیا کریں گے اور آپ کو اس میں اتنا فائدہ ہوگا جناب اسپیکر! اس کے علاوہ ایک اور بھی اہم مسئلہ وہ یہ ہے کہ اس وقت کوئٹہ شہر میں اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تمام میڈیکل سٹورز پر دو نمبر چار نمبر چھ نمبر کی دوائیاں بک رہی ہیں آپ کے ڈرگ انسپکٹر موجود ہے ڈرگ انسپکٹر کی ایک ڈیوٹی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس کو چیک کریں۔ اور انکے پاس جائے اور دوسری بات جو انٹرنیشنل کمپنیاں آپ کو جو دوائیاں دے رہی ہیں۔ اس میں اس دوا کی مقدار اتنی کم ہوتی ہے۔ کہ اس سے آپ کا کوئی مریض ٹھیک نہیں ہوا کرتا اس کی موثریت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ بھی آپ کو ٹھیک طریقے سے مہیا نہیں کرتے تو treasury benches وزیر موصوف صاحب سیکرٹری صاحب سینئر منسٹر صاحب اس وقت موجود ہیں۔ یہ میں ان کو گوش گزار کروانا چاہتا ہوں کہ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ہم اپنے عوام کو کوئی آسمان سے ریلیف نہیں دے سکتے ہیں ہم زمین پر موجود ہوتے ہوئے انٹرنیشنل کمپنیوں سے اپنے عوام کو ریلیف دے سکتے ہیں۔ آج ہم یہاں تک پہنچ گئے کہ کوئی بھی آدمی ہر جگہ جاسکتا ہے۔ لیکن جب وہ میڈیکل سٹور کا رخ کرتا ہے۔ تو کانپتا ہے کیونکہ دوائیاں اتنی مہنگی ہیں۔ اور وہی دوائیاں جو انٹرنیشنل جو لوگ فروخت کرتے ہیں۔ انڈیا سے دوائیوں کی باقاعدہ اسمگلنگ ہوتی ہے اور اسمگلنگ کر کے لاتے ہیں جب آپ کے شہر میں وہ دوائیاں بیچتی ہیں۔ تو اس میں سو فیصد سستی بیچتی جس میں موثریت بھی زیادہ ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اگر اس پر ہم نہیں سوچیں گے اور معزز ایوان اس پر توجہ نہیں دے گی اور یہ معزز اپنے عوام کے لئے ریلیف نہیں مانگیں گے اپنے عوام کیلئے باتیں نہیں کریں گے تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر! پھر اس صوبے کے جو ہسپتالوں کی میرے دوستوں اور ساتھیوں نے مختلف زاویوں سے اس پر بات کی ہے یہ خرابیاں بھی موجود ہیں ہمارے اپنے لوگ ہیں لوکل لوگ ہیں کوئی بھی ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں جناب اسپیکر! گورنمنٹ کے طور پر ہمیں انہیں تنخواہ دیتے ہیں وہی ڈاکٹر جب گورنمنٹ کی ڈیوٹی سے فارغ ہو جاتا ہے کسی پرائیوٹ ہسپتال میں کام کرتا

ہے اتنی محنت سے اور اتنی حاضری سے جب وہ کام کرتا ہے تو اس کو بمشکل مہینے کے تین چار ہزار روپے ملتے ہیں اب اس ڈاکٹر کو ہم بارہ ہزار پندرہ ہزار تنخواہ دیتے ہیں وہ سرکاری کلینک میں حاضر نہیں ہوتا ہے یہ بھی ایک بہت ہی بڑی خرابی ہے ایک بہت بڑی بربادی ہے اور ہم اس پر آنکھیں بند بند کر کے ہم نے عوام کا غریبوں کا یہاں تک کر دیا ہے کہ اس کا جو خزانہ ہے اس سزا کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے ہیں یہ زیارتوال کا بھائی ہے یہ حافظ حمد اللہ کا بھائی ہے یہ ایم پی اے کا بھائی ہے فلانے اثر و رسوخ رکھنے والا کا بھائی ہے لہذا اس کو کچھ نہ کہا جائے ورنہ یہ پتہ نہیں کیا کر دینگے جناب اسپیکر! اس میں ہم ایمانداری سے اپنے ڈاکٹروں کو پابند کریں اپنے عملے کو پابند کریں اور ان سے کام لیں اور اگر کوئی نہیں کرتا ہے اس کی مرضی ہے ڈاکٹر ہے جہاں بھی وہ نوکری کرنا چاہتا ہے جہاں بھی اس کو زیادہ پیسے ملتے ہیں وہ وہاں جائے لیکن کم سے کم ہماری جو دیہاتوں میں سینٹر کھولے گئے ہیں اور وہاں پر جو سہولت گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کی گئی ہے وہ ہمارے عوام تک نہیں پہنچی ہے میں اگر اس میں صحیح حساب اعداد و شمار کی بنیاد پر آپ کو بتاؤں جناب اسپیکر! جو سہولیات ہم نے آج تک اس غریب صوبے کے گورنمنٹ نے یا یہاں کے خزانے سے ان کو مہیا کی ہیں ہمارے عوام کو اس کا ۲۰ فیصد فائدہ نہیں پہنچا ہے تو یہ افسوس کا مقام ہے کہ ایک سہولت جو ہماری گورنمنٹ نے اس غریب صوبے کی حکومت نے اپنے عوام کے لئے مہیا کی ہے اور انتظامی طور پر ہم اس کا 20% implement نہ کروا سکے تو یہ بھی ایک ایسی بات ہے اس پر ہم آفسوس کرتے ہیں پھر اس میں ہم سب شریک ہو جاتے ہیں ہم سب اس میں شریک ہیں کہ ایسا کیوں ہے اور ہم کیوں ان چیزوں پر آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو یہ بھی ایک مشکل ہے اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! بہت سے ایسی علاقے ہیں جہاں پر گورنمنٹ کے کاغذات میں بی ایچ یو ڈپنسرز بنی ہوئی ہیں لیکن وہ وہاں موجود نہیں ہیں اور لوگ بیٹھے ہیں یہاں کوئٹہ میں میں مسلسل دس سال سے ایک آدمی کو دیکھ رہا ہوں ہر روز یا فرج ہوٹل میں اس کو چائے پیتے ہوئے کوک پیتے ہوئے اس آدمی کی تنخواہ بند نہیں ہوا کرتی کہاں سے آیا ہے کس کی ایما پر وہ یہاں بیٹھا ہوا ہے کہاں سے وہ تنخواہ لے رہا ہے تو اس قسم کے ایک نہیں ہزاروں ہم آپ کو بتا سکتے ہیں کہ ڈاکٹرز ہیں ان کو باقاعدہ تنخواہیں مل رہی ہیں لیکن اس نے پورے اپنی لائف میں دس سال پندرہ سال میں اس نے ایک دن بھی نہ دیکھا ہے نہ اپنی ڈیوٹی پر گئے ہیں

اور نہ اس کی تنخواہ بند ہوئی ہے تو جناب اسپیکر! ایسی صورتحال میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے اس ایوان کا یہ فرض بنتا ہے ہماری صوبائی حکومت کا اور محکمہ صحت کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیں اور ان لوگوں کو پابند بنائے اور ان لوگوں سے باقاعدہ ڈیوٹی لے اور اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! جو دوائیاں یہاں سے دی جاتی ہیں وہ دوائی وہاں پر اس میں جس طریقے سے غبن ہوا کرتا ہے اس کو ہم بیان نہیں کر سکتے ہیں ہمارے تمام کے تمام لوگ غریبوں کی دوائیوں کے پیچھے پڑھ گئے ہیں اور یہ دوائیاں ادھر ادھر کر کے وہ بھی عوام تک نہیں پہنچتیں اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! میں یہ بھی شاہد کہنا چاہوں کہ جو میرے حلقے کا مجھ پر تھوڑا بہت حق بنتا ہے جناب اسپیکر! وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ۱۹ میڈیکل آفیسرز جن کی پوسٹیں ہیں اور اس میں سے شاید کچھ تھے بھی اور جب سے میں آیا ہوں آہستہ آہستہ ٹرانسفر کر کے وہاں تین میڈیکل آفیسر رہ گئے ہیں اور یہ ایسا ایریا ہے کہ اس آبادی سے گنی تگنی کول مائینز کے کاروبار کرنے والے لوگ اس سینر میں آجاتے ہیں وہ آبادی اگر ۹۰ ہزار کی ہے تو یہ آبادی دو لاکھ کی بن جاتی ہے تو ۹۰ ہزار کی آبادی کے لئے آپ کے پاس ۱۹ میڈیکل آفیسر ہو اس میں سے دو صرف ہرنائی شہر میں حاضر ہو اور کوئی نہ ہو تو یہ بہت بری بات ہے جناب اسپیکر! اور اس کے علاوہ وہاں پر ہمارے پاس ایسولینس ہیں وہ خراب پڑے ہیں اس کو کوئی ٹھیک نہیں کرتا اور مختلف اوقات میں جب ہم سوال پوچھتے ہیں تو اس کے جواب میں آجاتا ہے کہ یہ چیز ضلعی حکومت کو دی گئی ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ضلعی حکومت کو آپ نے دی ہے یا نہیں دی ہے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ضلعی حکومت آپ کا پابند ہو آپ کا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر اس سے آپ پوچھ سکتے ہیں اس کو اس بنیاد پر تنخواہ دیتے ہیں کہ آپ کے پاس کتنے سینٹرز ہیں اور وہاں پر کتنے ڈاکٹر موجود ہیں اور اس کے ذریعے سے آپ کو اس لئے نہیں بنایا ہے کہ آپ سب میں بیٹھ کے یا زیارت میں بیٹھ کے کرسی کو جیسا میں یہاں بیٹھ کے ہلاتا ہوں گھومتا رہتا ہوں اس لئے نہیں ہے وہ کرسی ہے اس لئے کہ آپ اس کرسی کے ذریعے آپ ایگزیکٹو ہیلتھ آفیسر ہیں آپ نگرانی کریں گے ہمارے لئے آپ جو ابده ہیں لوگوں کو آپ کیسے جو ابده کروا سکتے ہیں تو جناب اسپیکر! جو چیزیں ہیں اس طریقے سے ان چیزوں میں ہم نے آج تک کوتاہیاں کی ہیں غفلت کی ہے اور جو تحریک التوا ہم لاکچے ہیں اس تحریک التوا اور قرارداد کی شکل میں اور ان دوستوں کی جو تجاویز آئی ہیں ان کو شامل کرتے ہوئے اور ایک مثبت طریقے

سے اس کو ہم کیسے آگے بڑھا سکتے ہیں اور وہ تجاویز اور وہ آغاز صوبائی حکومت کے سامنے رکھ کر اس پر کیسا عملدرآمد کیا جاسکتا ہے تو میری آخری گزارش جناب اسپیکر! آپ سے یہ ہے کہ اس تحریک التوا کو قرارداد کی شکل میں آپ منظوری دینگے اور دوستوں اور ساتھیوں کو جو تجاویز ہیں recommendations ہیں ان کو مد نظر رکھ کر ہم صوبے کے لئے ہیلتھ محکمہ یا صوبائی حفظان صحت کو کس طریقے سے بہتر کر سکتے ہیں اس پر غور کریں شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: فرح عظیم شاہ!

محترمہ فرح عظیم شاہ: شکر یہ جناب اسپیکر! اس تحریک التوا کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے بہت سارے اراکین نے خامیاں تو بہت ساری نکالیں لیکن اس دور حکومت میں جو اچھے steps لیے گئے ہیں۔ اس کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں دلوائی اور یہاں ایک اور بات میں کہتی چلوں کہ منسٹر صاحب کے پاس کوئی جادو کی چھڑی نہیں ہے کہ وہ گھمانینگے اور سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا اور جو لوگوں کے جو اپنے اپنے علاقوں کے مسائل ہیں وہ لے لے کے آئیں ان کے پاس وہ ضرور حل کرینگے بہت ساری ایسی مراعات ہیں جو انہوں نے عوام کو فراہم کی ہیں اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اور بھی بہتری لائیں اب سول ہسپتال کے حوالے سے city scan کا جو ایک ٹیسٹ تھا وہ سلیم کمپلیکس میں پانچ ہزار چھ ہزار کا ایک ایکسرے پر خرچ آتا تھا جو غریب عوام کے لئے ناممکن بات تھی تو ایک سہولت ہے بہت اچھے steps ہیں جو جناب! منسٹر نے اٹھایا ہے اور اس کے علاوہ ایٹو گرانٹی یہ بھی وہ introduce کروا رہے ہیں یہ بھی بہت ہی مثبت steps ہے اور انشاء اللہ وہ god father تو ہے نہیں کہ وہ یکدم سارے کے سارے مسائل حل کر دینگے آگے بہتر ہوگا انشاء اللہ امید کرتے ہیں ہم شکر یہ!

جناب اسپیکر: جی گیلو صاحب!

محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): مہربانی اسپیکر صاحب! تحریک التوا نمبر ۱۴۲ پر جو عام بحث ہو رہی ہے جناب اسپیکر! اس پر ہماری ٹریڈری پیپرز نے اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے کافی اس پر روشنی ڈالی جناب اسپیکر! جیسے ہمارے بہت سے ساتھیوں نے برملا اس کا ذکر کیا ہے جو یہ مسائل ہیں یہ آج کے نہیں کل کے نہیں کئی برسوں کے ہیں شاید آپ لوگوں نے بھی اس کو accept کیا ہے جناب اسپیکر! یہ

حقیقت ہے جو کچھ دوستوں نے روشنی ڈالی ہے ہمارے جو ڈسپنسری بی ایچ یو ہم ۱۹۹۰ میں جو ایم پی اے تھے اس ٹائم سے اپنے ایم پی اے فنڈز میں کچھ جو ہمارے ڈسٹرکٹ میں ہے یا تحصیل میں ڈسپنسر یاں بنائی تھیں ابھی تک انہیں اسٹاف نہیں ملا ہے اس سے پہلے بھی جو ہمارے اپوزیشن کے ساتھی ہیں اس سے پہلے جب ہم یہاں ہوتے تھے وہ وہاں یہ لوگ ان کے اپنی پارٹیاں ان کے اپنے منسٹر ہم نے، آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں ہم نے بر ملا ان کا ذکر کیا اور آج بھی کرینگے جناب اسپیکر! کچھ ڈسپنسر یاں جو ہمارے حلقے میں ہیں ایسا ہی کچھ ہمارے دوستوں کے حلقے میں ہیں یہ حقیقت ہے کہ بند ہیں اس کی وجہ وہاں پر ڈاکٹروں کی کمی تھی اور اسپیکر صاحب! جو ہماری اس حکومت نے جو ۸۰۰ ڈاکٹروں کی تعیناتی صرف اس لئے کی ہے کہ یہاں جو ڈسپنسر یاں، بی ایچ یو بند ہیں انہیں کھولا جائے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے کچھ ساتھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے جو ہسپتال ہے ہمارے ڈسٹرکٹ میں یا ہمارے تحصیلوں میں دوائیاں نہیں ہیں جناب! آپ کو بخوبی علم ہے کہ ۱۹۹۹ کے بعد جو نیا نظام آیا ناظموں کا اس میں جو ہمارا ڈسٹرکٹ ناظم ہے یونین کے فنڈ ان کے پاس ہیں میں خود گیا ہوں اپنے حلقوں میں وہاں دوائی نہیں تھی جو ہمارے پہلے ناظم نہیں تھا ہم نے ڈی سی او کو رپورٹ دیا کہ یہاں ان ڈسٹرکٹ میں دوائیاں نہیں ہیں وہ فنڈ direct اسی کے under ہے اسپیکر صاحب! جیسے ہمارے کچھ دوست ہیں ان کا تعلق انہی علاقوں سے ہے ناظم بھی ان کے اپنے ہیں یہ آپ اس کا مطالعہ کریں کہ فنڈ انہی ڈسٹرکٹ ناظموں کے ہیں جو انہیں مہیا کرنا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی جو خامیاں ہیں ان کی نشاندہی کرے ہم بالکل ان خامیوں کی کوشش کریں گے کہ وہ ختم کیے جائیں اسپیکر صاحب! جو ان دو سال کی حکومت میں جو ہماری گورنمنٹ نے منسٹری آف ہیلتھ میں جو کام کیا ہے ابھی بھی آپ کو appreciate کرنا چاہیے تھا مگر آپ لوگوں نے ان کا ذکر تک نہیں کیا بڑے افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگوں نے ان کا ذکر تک کیا MRI مشین جو اسٹوگرانی کرتی ہے پہلے بالکل نہیں تھی city scan مشین جو سر کا ایکس کرے کرتا ہے اسپیکر صاحب! آج تک ان کا بھی وہ نہیں تھا پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ اس کا بھی ابھی ہوا ہے اسپیکر صاحب! نیا پراجیکٹ جو سولہ اضلاع میں۔۔۔ اس دفعہ مختلف ضلعوں میں مشینیں ۳۰ دسمبر تک مہیا کیے جائیں گے اور ۵۵ موبائل ڈسپنسر یاں ابھی اسپیکر صاحب! آرہی ہیں پاپولیشن ویلفیئر کی

مدد سے بلوچستان کو مہیا کیے جائینگے اسپیکر صاحب! اس کے علاوہ جو بھی اقدامات کر رہے ہیں عوامی مفاد کے تحت کیے جا رہے ہیں اسپیکر صاحب! آپ کو بخوبی علم ہے ہمارے بلوچستان میں وسائل کی کمی ہے جتنی بھی کوتاہیاں ہوتی ہیں صرف وسائل کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں جو بھی وسائل ہمیں ملتے ہیں ان کو عوام کے بہتری پر خرچ کرتے ہیں ہم اسپیکر صاحب! انشاء اللہ آنے والے جو ہمارے دوستوں نے نشانہ ہی کی ہے ہم کوشش کریں گے کہ وہ خامیاں دور کئے جائیں۔

جناب اسپیکر: کچول علی صاحب!

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! آج یہ ایک بڑی نیک شگون بات ہے کہ ہم لوگ اپنے صوبے کے اہم مسئلوں پر خاص کر ہیلتھ جیسے ڈیپارٹمنٹ پر بات کر رہے ہیں اور میری یہ خواہش ہے کہ ہیلتھ پر ایجوکیشن پرواٹر سپلائوں کا جو مسئلہ اور ایک بات ہم آپ لوگوں کو شروع سے کہہ رہے ہیں کہ ہم لوگ سارے ایک ہی کشتی کے سوار ہیں ہم لوگوں کی ذمہ داریاں ہیں ہم نے لوگوں کے ساتھ جو وعدہ وعید کیے ہیں کہ ہم لوگ آپ لوگوں کے جو بنیادی مسائل ہیں حل کر لینگے البتہ پھر ذمہ داریاں تقسیم ہونگی کابینہ کی اپنی ایک ذمہ داری ہے اپوزیشن کی ذمہ داری بھی ہے میں کہتا ہوں کہ آج جو یہ مسئلہ ہم لوگوں نے اٹھایا ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ہماری اسمبلی کی جو کارروائیوں میں یہ ایک اہم مسئلہ کو ہم لوگوں نے چھیڑا ہے اس پر کوئی ایسا ایریا نہیں کہ میں مزید بات کروں البتہ دو تین چیزیں ایسی ہیں ان کے لئے تجاویز دیدونگا آپ لوگوں کو ایک تو یہ ہے کہ ہم لوگ جو مہذب ہمارے ممالک ہیں ہم وہاں دیکھ لیں وہاں کے جو آفیسر ہیں یا عوام ہیں انہوں کی خود ایک community ہے کہ ہم لوگ اپنے لوگوں کی خدمت کریں لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہم جیسے پسماندہ ممالک میں یا برصغیر جیسے ممالک میں ہمارے لوگوں میں commitment نہیں ہے چاہے وہ سیاستدان ہو چاہے وہ ڈاکٹر ہو چاہے وہ ٹیچر ہو دوسری بات یہ ہے کہ قانون کی بالادستی ادارے بھی یکساں بنا دیتے ہیں کیونکہ قانون یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پابند ہے کہ وہ عمل کرے اگر وہ عمل نہ کرے وہ قانون کے زد میں آئیگا اگر اس قانون کی خوف نہ ہو تو وہاں بھی اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جو اچھی حکمرانی ہوگی یا گوڈ گورننس کی اس وقت جو باتیں کی جا رہی ہیں اس کی وجوہات بھی یہی ہیں کہ ہم میں commitment نہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہاں رول آف لاء نہیں جیسا کہ میرے

کچھ دوستوں نے یہ کہا تھا کہ سنیا رٹی ہے سنیا رٹی ایک ضروری مسئلہ ہے چاہے وہ ایجوکیشن ہو چاہے وہ جوڈیشلی ہو چاہے وہ ہیلتھ ہو کیونکہ وہاں ہر ایک آدمی کو اس کے معیار کے مطابق وہ states دیا جاتا ہے اس کی جو ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ ہے ایک آدمی نے پی ایچ ڈی کی ہے ایک آدمی نے میٹرکولیشن کی ہے اگر ہم لوگ پی ایچ ڈی اور میٹرکولیشن کے درمیان فرق نہ کریں تو پھر وہاں اس ڈیپارٹمنٹ کی منجمنٹ والی بات ہوگی اس میں ضرور نقص پیدا ہوگا ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہم میں بھی نقص ہے اپوزیشن والوں کو کہا جائے عہد کریں کہ وہ آدمی جو کسی چیز کا لائق نہیں ہے اس کے لئے ہم لوگ کسی کی سفارش بھی نہ کریں اور ہم یہ منسٹر سے بھی کہیں گے کہ ایجوکیشن کے منسٹر سے ہیلتھ کے منسٹر سے کہ جو آدمی اہل ہے ہم لوگ انہی کی اہلیت کو دیکھ لیں ہم لوگ انہی کی صلاحیت کو دیکھ لیں ہم لوگ ڈیپارٹمنٹ کی جو سیکرٹری ہے ہم اپنے سیکرٹری صاحبان کو بھی کہتے ہیں کہ اگر ایک آدمی میں صلاحیت ہے انسان میں کچھ کمزوریاں بھی ہیں پسند اور ناپسندگیاں بھی ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ انگریزوں کو دیکھ لیں اگر وہ ایک آدمی کو پسند نہیں کرتا تھا ذاتی صورت میں لیکن اگر اس میں قابلیت اور صلاحیت تھی تو وہ اس کی قابلیت اور صلاحیت کو

appreciate کرتا تھا میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک بڑا ہمیں ذائقہ جو گھونٹ ہے ہمیں پینا پڑیگا آج پینا پڑیگا یا پانچ سال بعد لیکن بہتری اسی میں ہے کہ ہم لوگ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنے ان اداروں کو ان کی بہتری کے لئے اپوزیشن اور حکومت اور عوام سے بھی ہم لوگوں کی یہ استدعا ہے اپنے ملازمین سے بھی ہم لوگوں کی یہ درخواست ہے کہ خدا کیلئے ایک میرٹ ایک قانون ایک اچھائی کی طرف ہم لوگوں کو جانا چاہیے اس وقت جو باتیں ہو رہی ہیں کہ بھئی ہزاروں کے حساب سے بی ایچ یوسول ڈسپنری آ رہی ہے وہاں لوگ کیوں ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں حاضری کیوں کم ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ڈاکٹر صاحب صبح سے لیکر بارہ بجے تک وہ اپنے کلینک میں ہوتے ہیں کہ کوئی مریض میرے کلینک میں آجائے لیکن وہاں خاص کر یہ جو بیمار ہوتے ہیں بچے ہوتے ہیں اور خواتین زیادہ انوالو ہوتی ہیں کہتے ہیں کہ بچوں کو ہسپتال میں پہنچادیں اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ڈاکٹر صاحب موجود ہی نہیں ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہاں کمیونیکیشن کا بھی مسئلہ ہے یہ چھوڑیں کہ ایک آدمی منجور یا پشین سے کوئٹہ آجائے لیکن ڈر مکان سے ہیڈ کوارٹر ہسپتال ترون سے ہیڈ کوارٹر ہسپتال آنے اور جانے میں اس کو

جو communication کا مسئلہ ہے وہیکل کا مسئلہ ہے سر! یہ سارے مسائل ایسے ہیں کہ ہمارے سیکرٹری صاحب بھی یہاں ہیں اور انچارج منسٹر بھی ہیں attendance کے لئے کسی کا لحاظ ہی نہ رکھیں۔ اور ہم لوگوں نے اگر کہا وہ نہ مانے اور اگر انہوں نے تنخواہ بند کی اور ہم لوگوں نے آکر سفارشیں کیں کہ اس ڈاکٹر کو تنخواہ دی جائے اور اگر ہمیں یہ ڈی ایچ او اور سیکرٹری صاحب نے یہ کہا کہ یہ ڈاکٹر نے غیر حاضری کی ہے لہذا آپ لوگ اس کی سفارش نہ کریں وہ وہاں ہمیں یہ کہے کہ آپ لوگ اسمبلی میں تقریر کرنے میں تو بہت ماہر ہیں لیکن یہاں یہ غیر قانونی کاموں کو کیوں support کر رہے ہو۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں سیاسی عزم ہونا چاہئے اور یہ سارے جو مہذب ممالک ہیں وہ سارے اس process سے گزرے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی جو سیاسی قیادت ہے انہوں نے قانون کو بالآخر سمجھا ہے انہوں نے اصول اور انصاف کو بالآخر سمجھا ہے اگر ہم ان چیزوں میں جائیں اور حاضری کی جو اس وقت بیماری ہے ہمارے ٹیچر اور ڈاکٹروں میں ہے خاص کر دیہاتوں میں یہ ختم ہو سکتی ہے اگر ہمارے میں political will ہو اور ہمیں یہ بھی جرأت ہو کہ وہ آدمی جو اپنی ڈیوٹی پر نہیں جاتا ہے اور کسی ایم این اے یا ایم پی اے کو کہتا ہے کہ میری سفارش کریں میرے خیال میں ہم ان چیزوں سے اجتناب کریں جناب والا! اس کے علاوہ ادویات کا جو مسئلہ ہے اور یہ ٹھیک ہے civilized سوسائٹی بھی اپنی ساری پبلک کو ادویات فراہم نہیں کر سکتی ہے بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں کچھ لکچ ہے ہم لوگ اس لکچ کو قابو کر لیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر میں جاؤں وہ میری تھیلی ادویات سے بھر دیں گے اگر ایک بد بخت آدمی باہر سے آجائے اس کو زکام ہے یا کھانسی ہے اس کو وہ ایک سیرپ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہے اس سلسلے میں جو ادویات بھی وہاں دی جاتی ہیں ان کی بھی مانیٹرنگ ہو کہ یہ ادویات کس کو دی جا رہی ہیں وہاں کے معتبر لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں یا کہ وہاں کے ضرورت مند کو دی جا رہی ہے جس کی قوت خرید ہی نہیں ہے اور صرف میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں اور میں کبھی اپنے دیہی علاقوں میں جاتا ہوں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے اور قوت خرید نہ ہونے کی وجہ سے وہ مر جاتے ہیں اور وہ ان چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے مر جاتے ہیں اگر انہیں بروقت ادویات نہ ملیں ان چھوٹی بیماریوں سے تو کافی لوگ وہاں مر جاتے ہیں کیونکہ غربت ناقص غذا اور ادویات نہ پہنچنے کی وجہ سے ہمارے لوگوں کو یہ جو چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے

مر رہے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ہمارے management میں کمزوریاں ہیں۔ جناب! ایک بات میں اور بھی کہہ دوں جب آرمی آجائے گی میں نے اپنے چچا کو بھی بھرتی کیا ہے وہ بھی اپنی سفید پگڑی کے ساتھ موجود ہے۔ ڈاکٹر بھی موجود ہے ماسٹر بھی موجود ہے لیکن افسوس کی بات ہے جب ہمیں اپنا نمائندہ کہتے ہیں اور جب ہم آتے ہیں تو یہ پھر اپنے گھروں میں جاتے ہیں بیٹھتے ہیں ڈیوٹی نہیں دیتے ہیں اس سلسلے میں حکومت کو ایک سنجیدہ مسئلہ اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ ہمیں یہ کیوں طعنہ دیتے ہیں کہ سیاسی آدمیوں میں وہ صلاحیت نہیں ہے اہلیت نہیں سنجیدگی نہیں سیاسی لوگوں میں کہ وہ حکومت چلائیں میں کہتا ہوں کہ ہر ایک ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک کمیٹی ہو جب ہم یہ بحث کر لیں گے یہ بحث برائے بحث نہ ہوتی ہوتی برائے تنقید نہ ہوتی تنقید رائے تعمیر ہو کہ آج جن جن مسئلوں کو ہم اسمبلی میں اٹھالیں گے یہ جناب والا! ان کی مقدس ذمہ داری ہے کہ فلاں چھ مہینے کے بعد ایک سال کے بعد ہم لوگوں نے جن جن کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے ان کی بہتری کے لئے رپورٹ طلب کریں اس سال ڈاکٹروں کی حاضری کیا تھی میڈیسن میں کیا لکچر تھے ان کا کیا ہوا سینارٹی کا جو ہر ڈیپارٹمنٹ میں مسئلہ ہے اور سینارٹی کو جو ہم لوگوں نے ہر ڈیپارٹمنٹ میں تباہ کیا ہے ہم اپنی ایڈمنسٹریشن کو کس طرح سٹریم لائن میں لائیں گے جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس معاملے میں ایک وقت مختص کر دیں اس سلسلے میں انچارج منسٹر صاحب کو یہ کہیں کہ اس وقت جو ممبران نے نشاندہی کی ہے پانچ چھ مہینے کے بعد آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے جن جن کمزوریوں کی نشاندہی یہاں کی گئی ہے وہ آ کر اسمبلی میں بتادیں تاکہ کچھ improvement ہو ہم لوگ یہاں منسٹر اور ایم پی اے صاحب لڑ رہے ہیں منسٹر اور ایم پی اے صاحب اور وہاں جو ڈاکٹر ہے یا کمپاؤنڈر ہے وہ ڈیوٹی پر نہیں آ رہا ہے اور اس کے جو الزامات ہیں منسٹر صاحب کے سر پر ہیں یہ ساری چیزیں میں کہتا ہوں یہ اس وقت حل کر سکتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں ایک ہو۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے ان کو پابند کیا جائے جب ایک اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے تو اس وقت کم از کم اپنی سیٹوں پر بیٹھیں کیونکہ ہم یہاں باتیں تو کرتے ہیں لیکن یہ ہے کورم پورا نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: کورم پورا ہے اور ممبر صاحب بڑے اچھے موڈ میں بات کر رہے ہیں جی جاری رکھیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! اس کے علاوہ یہاں جو کیبنٹ کی ذمہ داریاں ہیں اور وہاں صرف منسٹر کی ذمہ داری نہیں ہے مصیبت تو یہ ہے کہ ہم اپنے فرائض کو جو کابینہ کی ذمہ داری ہے کیبنٹ میں سارے لوگ ذمہ دار ہوتے ہیں چاہے جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہو۔ میں کیبنٹ سے یہ کہوں گا چاہے ہیلتھ ہو چاہے ایجوکیشن ہو چاہے واٹر سپلائی کے ڈیپارٹمنٹ ہو کچھ ایسے اہم محکمہ جات ہیں جن کا تعلق فوری عوام کو relief دینے سے متعلق ہے اس میں میں کہتا ہوں جو ہماری ہے کابینہ اس کا ایک سیاسی عزم ہو یہ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں کچھ نہیں ہو رہا کابینہ نے پہلے ایک خوبصورت فیصلہ کیا تھا کہ ہم لوگ مزید کوئی آدمی ریٹائرڈ ہو اس کو ہم extention نہیں دیں گے اور دو سال تک جو ہے میرٹ ہے ہم لوگ کسی کو ادھر ادھر سے نہیں لیں گے جب تک اس کا ٹینور نہیں ہوا۔ ہم نے دیکھا یہ تو واقعی ایک good governess والی بات ہو رہی ہے یہ ایک آئیڈیل کام کر رہے ہیں لیکن ہم نے دیکھا دو ہفتہ نہیں ہوا انہوں نے جو اپنی کابینہ کا فیصلہ تھا وہ بدل دیا میں کہتا ہوں جناب! اس سلسلے میں ہم لوگوں پر بھی دباؤ آتے ہیں۔ ہم ان ساری چیزوں کو سنجیدگی سے دیکھ لیں اور ان معاملوں پر اپنی ذمہ داری نبھالیں اور میں ایک بات اور بھی کہہ دوں کہ ہم لوگوں کے پاس بہت سارے چالوسیاں کرتے ہیں میں خاص کر کابینہ کے دوستوں سے کہتا ہوں لیکن جس دن ہم لوگ کرسی سے نکلے پھر عوام کہیں گے آپ کی کارکردگی کیا ہے یہ ابھی آفیسر پھر میرے اور آپ کے پاس نہیں آتے ہیں میرا اور آپ کا ریکارڈ میری اور آپ کی اہمیت وہی ہوگی جو کہ ہم نے ان دو تین سالوں میں کیا کارگزاری کی ہے۔ یہ آفیسر جب کچکول منسٹر بنے گا میرے پیچھے پڑے گا پھر اس متعلقہ منسٹر کو چھوڑ دے گا کیونکہ اس کے اپنے ہی مفادات ہیں لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جتنے ہمارے یہاں لوکل افسران ہیں انہیں یہ چاہئے کہ وہ ہماری راہ نمائی کریں کیونکہ وہ ٹیکنیکل آدمی ہیں ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمیں اس طرح جو ہماری منسٹریاں ہیں محکمے ہیں ان کو ہم اس طرح چلائیں کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اپنے عوام کو دے سکیں۔ ہم لوگ ایک دوسرے کی تعریف اور توصیف یہاں تو کرتے ہیں لیکن باہر کیا ہو رہا ہے ثوب میں کیا ہو رہا ہے جیسا کہ میرے بھائی نسیم صاحب نے بہترین تقریر کی کہ وہاں منسٹر صاحب کے اپنے حلقے کے گھر کے سارے ڈاکٹر ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں۔

(آذان ہو رہی ہے)

جناب اسپیکر: چکول صاحب آذان ہو رہی ہیں چکول صاحب ذرا مختصر ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جان محمد بلیدی: سر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! گن لیں کورم پورا ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میری ایک دو تجویز ہے سر! ہمارے جتنے ڈی ایچ اوز یا ای ڈی اوز ہیں اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہیں میں کہتا ہوں ان کی جو فرائض منصبی ہے انہیں آپ دیکھیں ADHO کی ذمہ داری ہے ہمارے جتنے دور دراز بی ایچ یوز ہے سول ڈپنسریاں ہیں وہ وہاں visit کریں وہاں انڈس کے حوالے سے میڈیسن کے حوالے سے اور وہ تقریباً ۱۵ دن کی یا ایک مہینے کی رپورٹ سیکرٹری کو دیں اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں جو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہے وہ تو ٹھیک ہے وہاں کام کر رہا ہے وہ تو ایک ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے اس کی سپرویشن کر رہا ہے لیکن جو EDO ہے انہیں تو چاہیے وہ visit پر رہے ان کے پاس گاڑی ہے اس کے علاوہ سر! اگر EPI کی اس طرف توجہ ہو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نمائندوں کو بھی involve کریں اور ہم دیکھ رہے ہیں وہاں پر ڈپٹی کمشنر کی یا ڈی سی او کی کوئی وہ ہے ہی نہیں وہ تو اپنے کرسی تک محدود ہیں سرجب میں پنجگور جاتا ہوں کبھی اس گاؤں میں کبھی اس دیہات میں جب آپ مجھے involve نہیں کریں گے یا میں اپنے بندوں کو نہیں کہوں گا کہ یہ آپ کی بہتری کے لئے ہے اسی طرح ہماری یونین کونسل کے ناظمین ہیں جناب اسپیکر! اس معاملے میں میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں جو آپ کے پرائونٹل سیکٹر کے اسٹاف ہیں اس سلسلے میں میں کہتا ہوں کہ سیاسی لوگ ہیں انہیں بھی involve کیا جائے جو ایم پی ایز ہیں آپ کے تاکہ ہم لوگ اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ کی مدد کریں کیونکہ کچھ ایسے علاقے ہو کہتے ہیں کہ اپنے بچے کو ٹیکہ نہیں لگاتے ہیں کہ درد ہو گا وہ تو اپنے بچے کو چھپائے گا کہ بیزا رہے ٹیکہ سے لیکن ہم لوگ تو وہاں انہیں سمجھا دیں گے کہ یہ آپ کے بچے کی بہتری کے لئے ہے ہم مختصر یہ کہیں گے کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ ایجوکیشن پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پر law and order پر بحث کے لئے آپ نے date already fix کی ہے یہ جو important آپ کے ڈیپارٹمنٹس ہیں ان پر بحث ہو اور بحث برائے تعمیل تقید برائے تعمیل یہ بھی ہم کہتے ہیں ایسا نہیں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کچھ نہیں کر رہے ہیں

ڈیپارٹمنٹ کچھ کر رہے ہیں ظاہر ہے کچھ بجٹ انہیں ملے گا تو وہ کچھ سہولیات اپنے صوبے کے لوگوں کو دے رہے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اس کی جو منجمنٹ ہے اس سے کس طرح ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ لوگ اپنے عوام کو پہنچا دیں یہ فائدہ عوام کو پہنچانے کی خاطر ہمیں سنجیدہ demure ہونا چاہیے جناب اسپیکر! گورنمنٹ کو چاہیے کہ ہمیں اعتماد میں لے ہم بھی عوام سے elect ہو چکے ہیں وہ بھی عوام سے elect ہو چکے ہیں ہمارا ایک ہی جذبہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اگر ہمارا سارا ہی جذبہ خدمت کا ہو تو میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر ڈیوٹی دیں گے سارے کام ہی ٹھیک ہونگے اگر خدمت کا جذبہ نہ ہو تو پھر معاملہ جوں کے توں رہ جائیگی اور ہماری باتوں سے کچھ نہیں ہوگا مہربانی!

جناب اسپیکر: مہربانی کچھ بول صاحب! آخر میں میں منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ مکمل بحث اس نے سنی اگر وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو اور آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے دو باتیں رکھتا ہوں ایک ہے وسائل دوسرا مسائل آپ کو معلوم ہے جتنے ہی مسائل ہوا اتنے ہی مسائل ہوتے ہیں لیکن مسائل حل ہونا ہم بھی چاہتے ہیں اور حل بھی ہو سکتے ہیں لیکن جب وسائل کم ہو تو ہو سکتا ہے کہ روز بروز مسائل زیادہ ہوتے جائیں گے ہر ایک کی شکایات پر میں تفصیل سے نہیں آ سکتا لیکن جو جائز شکایات ہیں ان کی جس کا خلاصہ میں نے یہاں لکھا ہے جو کہ پانچ چھ point بنتے ہیں ان میں ایک ہے ادویات کی کمی یہ صرف ایک ضلع کی شکایت نہیں ہے تمام اضلاع کی شکایت ہیں ہر ڈسٹرک میں خواہ وہ ڈی ایچ کیو میں ہو یا اسکے علاوہ جو ہے لیکن یہ ہمیں سمجھنا چاہیے جیسے کہ بعض دوستوں نے انکا ذکر بھی کیا نئے نظام کے تحت ادویات یعنی سہولیات جتنی بھی ہو جتنا بھی دینا چاہتا ہوں وہ ڈسٹرک گورنمنٹ کا کام ہے پراونشل گورنمنٹ سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے جناب اسپیکر! ابھی میں خاران کا دورہ کر کے آیا ہوں خاران کا جو ناظم ہے انہوں نے ڈو پلمنٹ کے لئے پیسے رکھے ہیں مختلف قسم کے دفاتر خوبصورت بلڈنگ انہوں نے تعمیر کی ہے لیکن دو تین سال سے انہوں نے ہیلتھ کے لیے سارے ساتھی کہتے ہیں کہ ہیلتھ ایک بنیادی محکمہ ہے ایک بنیادی ضرورت ہے اس کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا ہے جب ڈسٹرک گورنمنٹ کو بجٹ دیا جاتا ہے تو وہ اپنی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی

تقسیم کردی ہے کہ جو بنیادی انسانیت کی ضرورت ہیں ایجوکیشن اور ہیلتھ ہم نے ہیلتھ میں کس پرائیویٹی کی بنیاد پر رکھنا چاہیے کتنا فنڈ ہم ہیلتھ کو دیں گے لیکن ستم ظریفی تو یہ ہے کہ وہاں انہوں نے ایک پیسہ بھی ہیلتھ کے لیے نہیں رکھا ہے بلڈنگ کے لیے ان کے پاس پیسے ہیں روڈ سیکٹر میں ان کے پاس فنڈ ہے اور مختلف ڈیپارٹمنٹ میں دفاتر بنانے کے لیے ان کے پاس رقم ہے لیکن جب ہیلتھ کے میدان میں آتے ہیں تو پھر ان کے پاس فنڈ نہیں ہے تو ادویات کی کمی پوری کرنے کے لیے یہ ہماری اور ہماری صوبائی گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے پرائیویٹ گورنمنٹ کی ان کو بجٹ دیتے ہیں پھر وہ ضرورت کی بنیاد پر جو بنیادی ضروریات ہیں ان کو ترجیحی بنیاد پر رکھ کر ان کو فنڈ دینے چاہیے ادویات کی کمی کی بنیادی وجہ یہی ہے اسی ضرورت کی بنیاد پر وہاں جا کر مختلف اضلاع میں میں گیا ہوں جیسے کہ کل میں خاران گیا وہاں ۱۶ لاکھ روپے کی میں نے میڈیسن کا اعلان کیا اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تو اتنا ہم کر سکتے ہیں ہم ایمرجنسی میں جہاں بھی جس ڈسٹرک میں میڈیسن کی ضرورت ہو اس ایمرجنسی فنڈ سے جو ہمارے وسائل ہو بس ہو ہم ان کو دیتے ہیں اسی طرح خضدار کو ہم نے دیا ہے مستونگ کو ہم نے دیا ہے یہ ہمارے ٹینور میں اور ثوب کو ہم نے دیا ہے قلعہ سیف اللہ کو ہم نے دیا ہے زیارت کو ہم نے دیا ہے اور بھی مختلف اضلاع ہیں جس کو ہم نے میڈیسن دی ہے جس نے بھی ڈیمانڈ کیا ہے ہم نے دیا ہے (ڈیسک بجائے گئے)

جہاں تک ایببولینس کی بات ہے جناب اسپیکر! یہ آپ کو معلوم ہے جب یہ نئے نظام کے تحت مرمت کی جتنی بھی ضروریات ہیں یہ بھی ڈسٹرک گورنمنٹ کا کام ہے خواہ بی ایچ یو۔ آ راجی سی۔ سول ڈسپینسری کی مرمت ہو اس کے لیے بھی بجٹ ڈسٹرک گورنمنٹ نے رکھنی ہوگی یہ پرائیویٹ گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ رکھے نئے نظام کے تحت لیکن وہ کیا کرتے ہیں جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ ہیلتھ کے لیے جو ہم کہتے ہیں کہ ایک بنیادی ضرورت ہے اس کے لیے ایک پیسہ بھی انہوں نے نہیں رکھا میں چمن گیا تھا مختلف ڈسٹرکوں میں میں گیا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ہماری ایببولینس کارآمد نہیں ہے تو کس کا کام ہے ڈسٹرک گورنمنٹ کا کام ہے تو پھر ڈی سی او یا ناظم سے رابطہ کرتے ہیں کہ ان کی مرمت کے لیے کچھ رقم رکھیں مختلف ڈیپارٹمنٹ روڈ سیکٹر وغیرہ میں آپ کرتے ہیں لیکن ہیلتھ کو آپ ترجیحی نہیں دیتے ہیں تو وہ نہیں کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں نوشکی گیا وہاں ہیلتھ کے مسائل ای ڈی او ہیلتھ اور ایم ایس

نے میرے سامنے رکھے سب ایسے مسائل تھے جن کا تعلق ڈسٹرک گورنمنٹ سے تھا انہوں نے یہ کہا کہ دو سال سے تین سال سے جب سے یہ ڈسٹرک گورنمنٹ بن چکی ہیں نئے نظام کے تحت ہم نے انہیں بار بار لکھا ہے میں ڈسٹرکٹ میں گیا ہوں آپ کے بی ایچ یو بند پڑے ہیں کیوں بند پڑے ہیں ہمارے پاس تقریباً تین سو ساڑھے تین سو ایسی بلڈنگ ہیں جو بی ایچ یو آرائس سی سول ڈسپنسری کے نام سے جو بند پڑے ہیں اس سال ہم نے پی اینڈ ڈی سی بھی یہی درخواست کی جو متعلقہ لوگ ہیں ان سے بھی یہی گزارش کی ہے کہ نئے بی ایچ یو آرائس ای سول ڈسپنسری پی ایس ڈی پی میں نہ رکھیں جو ہمارے پاس دس سال اور پندرہ سال سے بلڈنگز موجود ہیں ان کو ہم establish کریں ان کو ترجیح دیں اللہ ان کا بھلا کرے انہوں نے ہماری اس تجویز سے اتفاق کیا اور اس سال ہم نے سو ڈسپنسری پی ایس ڈی پی میں رکھے ہیں جو دس سال سے بند پڑے ہیں اب ان کو ہم establish کرنے والے ہیں۔ تو ابھی ہمارے وسائل تو اتنے ہیں ابھی ایک سال میں تو میں ساڑھے تین سو چار سو بی ایچ یو اور ڈسپنسریوں کو میں فعال نہیں کر سکتا ہوں یہ تو جس نے بنائے ہیں یا حکومت کو کہیں کہ آپ نے یہ کس لئے بنائے ہیں جب آپ بی ایچ یو آرائس سی بناتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس کے لئے سٹاف کی آسامی رکھیں اور اس کو بھی اپنے ڈیپلومنٹ کے پروگرام میں شامل کریں تاکہ جب بلڈنگ بن جاتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ملازم بھی ہوں پی ایس ڈی پی میں رکھیں۔ تو سو ڈسپنسری اس سال ہم فعال کر رہے ہیں پیسوں کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو معلوم ہے سارے کام ٹھپ پڑے ہیں ایک کام بھی نہیں ہوا ہے۔ جہانک ڈاکٹروں کی غیر حاضری کی بات ہے جو ایک بڑا مسئلہ ہے جب بھی ہم نے کسی ڈاکٹر کے خلاف ایکشن لیا ہے تو یہی ہمارے دوست جا کر راتوں رات میٹنگ کر کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف احتجاج کا اعلان کرتے ہیں۔ ایسے دوست ہیں جو یہاں ہماری بچوں پر بیٹھے ہیں یا اسمبلی میں بیٹھے ہیں راتوں رات ان کو اپنے گھر بلا کر یا ان کے جا کر ان کی میٹنگوں میں شریک ہوتے ہیں کہ آپ کے خلاف یہ قدم اٹھایا گیا ہے لہذا اس کی بیس اور بنیاد نا جائز اور بالکل غلط ہے جس نام سے ہو آپ احتجاج کریں اپریشن تھیٹر کو بند کریں فلاں کریں کیوں؟ آج میں اس فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ جس ڈاکٹر نے غلط کارکردگی کا مظاہرہ کیا اس کے خلاف قدم بھی اٹھاؤں گا اس کے تعاون کیلئے آپ لوگ نہ آئیں (ڈیسک بجائے گئے) خواہ اس سائیڈ

کے لوگ ہوں یا اُس سائینڈ کے ہوں یہ مجھ پر چھوڑیں لیکن جب بھی میں نے کسی ڈاکٹر کے خلاف کارروائی کی ہے یہی دوست آتے ہیں کہ ایک موقع اور دے دیں۔ کیبنٹ میں یہی فیصلہ ہوا ہے جب بھی ہم کسی ڈاکٹر کو بنیادی مرکز صحت میں بھیجتے ہیں پہلے تو کہتے ہیں کوئٹہ دیں پھر جو ہمارے ڈاکٹر ہیں اس سے وہ آگے نہیں جاتے ہیں جب ہم اس کو آگے ڈپنسری میں بھیجتے ہیں بنیادی مرکز صحت میں تو یہ ایسے دوست ہیں جو میرے پاس آتے ہیں کہ ان کے بچے ہیں ان کی بیگم ہے ان کا فلاں فلاں ہے فلاں بیماری ہے کوئٹہ میں نہیں رکھ سکتے ہیں تو ہیڈ کوارٹر میں تو رکھیں یہ لوگ سفارش کرتے ہیں یہ لوگ میرے ساتھ وعدہ کریں آپ کے اور ہمارے وسائل کے مطابق اگر آپ سفارش نہ کریں تو آپ کے بی ایچ یو میں ڈاکٹر موجود نہ ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ (مداخلت) اور بات یہ ہے سینئر اور جونیئر کا جو اہم مسئلہ انہوں نے اٹھایا ہے سینئر ڈاکٹر اور جونیئر ڈاکٹر کی بات ہے وہ یہ ہے کہ اصل معیار ہے کارکردگی ہے جناب اسپیکر! اصل معیار ہے کارکردگی جو کام کرنے والا آدمی ہو میں اس کو رکھتا ہوں خواہ کوئی کام نہیں کرتا جتنا بھی بوڑھا ہو میں اس کو نہیں رکھ سکتا۔ میرا تعلق اس آدمی سے جو کام کرنے والا ہو جو کام کر سکتا ہو میرے ڈیپارٹمنٹ کے معیار پر وہ پورا ترے اس سے میں کام لیتا ہوں خواہ وہ اٹھارہ، انیس یا بیس گریڈ کا ہو اگر ایک آدمی بیس گریڈ کا ہے یا انیس کا آفیسر ہے ان کا حق بنتا ہے سینارٹی کے لحاظ سے لیکن وہ کارکردگی کے لحاظ سے وہ زیرو ہے توپ میں اس کو کیوں رکھوں ڈیپارٹمنٹ کو تباہ کروں یہ میری ذمہ داری بنتی ہے کہ جتنا بھی مجھ سے ہو سکے میں ڈیپارٹمنٹ کو فعال بناؤں تو میں سینارٹی کا قائل ہوں لیکن سینارٹی کا معیار انیس اور بیس نہیں ہونا چاہئے کارکردگی ہونی چاہئے۔ (ڈبیک بجائے گئے) ہمارے پاس بہت میڈیکل آفیسر ہیں جو انیس اور بیس میں ہیں۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: جان محمد صاحب! پلیز۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت) تو جناب سینئر اور جونیئر افسر کی جو بات ہے اس کا معیار یہ ہونا چاہئے جو کام کرنے والا آدمی ہو جو active ہو خواہ وہ سترہ میں اٹھارہ یا انیس میں ہو ہم اس کو مطلوبہ پوسٹ پر لاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے ہمارے سول ہسپتال بی ایم سی اور مختلف اضلاع میں بطور چیف میڈیکل آفیسر انیس بیس گریڈ کے بہت ہیں۔ لیکن کیوں اگر کارکردگی کچھ نہیں ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے

سول ہسپتال میں بطور چیف میڈیکل آفیسر کا عہدہ بھی ہمارے پاس ہے لیکن جس آدمی کو کچھ نہیں آتا ہے اور وہ کل یہ کہے کہ مجھے ارباب غلام رسول کی جگہ پر بٹھا دیں کیونکہ میں سنئیر ہوں تو یہ ہو سکتا ہے صرف سینارٹی معیار نہیں ہے کوئی کارکردگی معیار ہے کوئی ڈگری یا ڈپلومہ معیار ہے صرف سینارٹی معیار نہیں ہے اور یہ ہے کہ جہانگ سول ہسپتال کی بات ہے سول ہسپتال کے متعلق امبروز جان نے کہا کہ کچھ بھی نہیں ہے اور اگر یہاں کچھ نہیں ہے تو میرے خیال میں پچاس سال اور بھی گزر جائیں آپ کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ ہمارے علاقے میں (ایک لطیفہ) ایک آدمی کے باپ کی عمر چالیس سال یا ساٹھ سال۔ تو جب کوئی پوچھتا ہے آپ کی عمر کتنی ہے وہ کہتا تھا کہ چالیس سال۔ جب اور کوئی پوچھتا تھا وہ کہتا تھا چالیس سال دس سال بعد بھی کوئی پوچھتا تو وہ کہتا کہ میری عمر چالیس سال ہے۔ تو بیٹے نے جب دیکھا کہ باپ تو نہ چالیس سال سے پیچھے آتا ہے نہ آگے جاتا ہے تو ایک دن انہوں نے اپنے باپ کو کہا کہ والد محترم اگر آپ چالیس کی سٹیج پر رہے تو میں آپ سے آگے نکل جاؤں گا۔ اگر آپ اس پر رہے چالیس سے آگے کیوں نہیں گزر جاتا ہے میں تو آپ سے عمر میں بڑھ جاؤں گا۔ امبروز جان صاحب پہلے ہسپتال میں دیکھو پہلے کی بات تو آپ کی صحیح ہے شاید آپ اس دور میں گیا ہوگا جب ہسپتال establish نہیں تھا آپ کے کوئٹہ میں جو ناخوشگوار واقعہ ہوا جس میں پینتالیس لوگ مرے ڈیڑھ سو دو سو زخمی ہوئے آپ جا کر ہسپتال کا ریکارڈ دیکھیں ہمارے ڈاکٹروں نے کیا خدمت کی۔ جس دن یہاں دھماکے ہوتے ہیں لوگ زخمی ہوتے ہیں آپ جا کر دیکھیں کونسے ڈاکٹر آپریشن کے لئے آتے ہیں آپ کے بلوچستان اور پاکستان کے قومی لیول پر جن ڈاکٹروں کی حیثیت ہے وہ راتوں رات وہاں بیٹھتے ہیں اور انتظار میں اور جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہو وہ آتے ہیں۔ ایمر جنسی کی حالت پہلے بھی آپ نے دیکھا اب جا کر دیکھیں کیا حالت ہے ان کا۔ ایمبولینس کی بات ہوئی باتوں کی دنیا میں تو کرتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں جا کر نہیں دیکھتے ہیں تو یہ تکلیف بھی ہم کریں کچھ زحمت کر کے جا کر دیکھیں ان کا visit کریں کہ کیا سول ہسپتال کی وہی صورتحال ہے یا اس میں کچھ بہتری آئی ہے تو یہ ہماری گزارشات ہیں لیکن جو کمزوریاں ہیں جو نشاندہی دوستوں نے کی ہے انشاء اللہ وہ لازمی جو ہمارے بس میں ہے ان کی اصلاحات میری ذمہ داری ہے اور ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن جو اصلاحات ہم نے کی ہیں ان

کا کچھ نہ کچھ ذکر ہونا چاہئے وسعت نظری کا مظاہرہ کرنا چاہئے لوگ تو کہتے ہیں ملاں تنگ نظر ہے لیکن انہوں نے اس تنگ نظری سے کام لیا ہے اور اس تنگ نظری کی تو اب دنیا میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ابھی آپ بتائیں ہم ان پر فیصلہ کرتے ہیں۔

ع اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پر بجلیاں۔

اب اپنے ہی بجلیاں گراتے ہیں کہ آپ نے کچھ نہیں کیا ہم لوگ اور سے کیا گلہ کریں۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو بات یہ ہے کہ جو اچھے کام ہوئے اصلاحات کے حوالے سے میں صرف سنجیدگی سے بولتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کے دارالحکومت میں ہم کہتے ہیں کوئٹہ دارالحکومت ہے اپوزیشن کے دوست ہے یا ٹریڈیو کے دوست ہیں جب بھی پرائمری منسٹر آتے ہیں یا ریڈیو آتے ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ کوئٹہ کیلئے کوئی پیکیج۔ شفیق صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ کوئٹہ کے لئے کوئی پیکیج۔ ابھی ستاون سال پہلے کوئٹہ میں کسی ایم آئی کا کوئی وجود ہی نہیں تھا ہم نے ایم آئی مشین لائی۔ بیس دن میں پچیس دن میں کام شروع کرے گا ہسپتال میں کسی نے اس کو appreciate نہیں کیا ہے اگر کیا ہے تو کہتا ہے وہ میری محنت سہوا ہے اور میری بھاگ دوڑ ہے میری چیخ و پکار ہے اور اگر چیخ و پکار سے کچھ ملتا تو اس کے آثار آپ پر کیوں نظر نہیں آتے ہیں۔ دوسری بات ہے اسٹوگرانی تو وہاں موجود ہے ٹھیک ہے وہ موجود ہے لیکن کسی نے appreciate نہیں کیا ہے۔ (مداخلت) تیسری بات ہے کہ ایم آئی مشین بھی پانچ دن میں پہنچ رہی ہے۔ سٹیسکین کا مسئلہ ہے آپ سلیم کمپلیکس میں جائیں وہاں سٹیسکین کی فیس ساڑھے چار ہزار پانچ ہزار ہے غریب کے بس کی بات نہیں ہے ایم آئی کے لئے کراچی جاتا تھا پچاس ہزار آنے جانے پر خرچہ آتا تھا اسی طرح اسٹوگرانی کے لئے ہم یہی کوشش کرتے ہیں کہ یہاں سہولیات ہوں یہ میرے گھر کے لئے نہیں ہیں بلکہ بلوچستان کے عوام کے لئے ہیں یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں جس میں عوام کا مفاد ہے ایک گھر کا مفاد نہیں ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ہمیں اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ابھی آپ کے پاس جب اسپیشلسٹ ڈاکٹر نہیں ہیں تو پھر اضلاع میں آپ کس طرح بھیجتے ہیں ہم نے یہ کیا کہ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے نام سے ایک ادارہ ڈیکلینر کینٹ سے کرایا ابھی اس کے ڈائریکٹوریٹ کا افتتاح ہوا ہے سب کچھ ہوا ہے آج بھی اس کا اسٹ شروع تھا چار پانچ شعبوں میں اس کا

سٹوڈنٹ ایڈمشن لے رہے ہیں باقاعدہ ٹیسٹ ہو کر وہ پاس کر کے بعد میں ان کی پڑھائی ہوتی ہے جس کا ڈین پروفیسر ارباب غلام رسول ہیں۔ ابھی پانچ سوا اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی ہمیں اضلاع میں ضرورت ہے جب بھی کوئی ادارہ باہر سے آ کر ہمارے ساتھ تعاون کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ آپ کے پاس اضلاع میں اسپیشلسٹ ڈاکٹر نہیں ہیں تو اس مجبوری کو بنیاد رکھ کر یہ ہم نے کیا ہے ابھی دو سال میں تین سال میں اپنے اس ادارے سے بہت سے ڈاکٹر پیدا کر سکتے ہیں اپنے صوبے میں پہلے غریب اور غربت سے تعلق رکھنے والے گھرانے کے ایسے ڈاکٹر تھے جو صرف ایم بی بی ایس کر کے وہ گھر میں بیٹھتا تھا لیکن اب اس ادارے سے وہ ایف آر سی ایس پارٹ ون اور پارٹ ٹو سے کر سکتے ہیں کراچی پنجاب، سندھ اور سرحد جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو یہ ہو چکا ہے اسی طرح جاپان کے ساتھ ہم نے ایک agreement کیا ہے جیکا پراجیکٹ کے نام سے پی اینڈ ڈی کے توسط سے وہ ہمیں سولہ ارب دے گا ان کے بنیادی مراکز صحت کے لئے ہمیں ایسوی لینس مختلف قسم کی مشینیں دیں گے سولہ اضلاع کے لئے۔ ابھی جب میں جاپان گیا تھا سیکرٹری صاحب بھی ساتھ تھے وہ بھی ہوا انشاء اللہ ۳۱ دسمبر تک جتنے بھی اضلاع ہیں پہلے مرحلے میں آٹھ اضلاع اور بعد میں آٹھ اضلاع جتنے بھی اضلاع ہیں اس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں وہ سارا سامان لا کر رکھ دیں گے اس کے بعد اس کو کم کریں گے یہ ہم نے کیا ہے ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے کیا ہے کچھ موبائل ڈسپنسریز کے لئے فنڈ ہے موبائل ڈسپنسری کو ہم تقسیم کریں تو ہم ہر ضلع کو دو دو موبائل ڈسپنسری دے سکتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوگا کہ موبائل ڈسپنسری ہیڈ کوارٹر میں ہوگا ہفتہ اور سوموار کو وہ علاقے میں جائے گی مریض دیکھے گی کہ مریضوں کی کیا صورتحال ہے یا چار دن کے بعد اسی طرح ہر ضلع میں ہم نے یہ سامنے رکھا ہے اور کچھ فنڈ ہم نے موبائل پاپولیشن ویلفیئر کی مدد سے ہم بلو چستان کو مہیا کریں گے یہ بھی پی ایس ڈی پی میں ہم نے رکھا ہے اور یہ بھی انشاء اللہ ہو جائے گا۔ تو جو کام ہوئے ہیں یا کام کرنے والے ہیں ان کو تو کم سے کم جو عملاً ہو چکے ہیں اس کو تو appreciate کرنا چاہئے۔ مددگار سنٹر میں پولیس کے لئے ایسوی لینس نہیں تھی ہم نے ان کو چار ایسوی لینس دیں۔ مختلف اضلاع میں ایسوی لینس دیں پورے ضلع زیارت میں ایک ایسوی لینس نہیں تھی ہم نے ان کو ایسوی لینس دی انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اور آخر میں میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری ان ا

صلوات کو appreciate کیا جس میں قابل ذکر فرح اعظیم شاہ اور عاصم کردگیلو ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: مذکورہ تحریک پر بحث مکمل ہوئی۔ اب اسمبلی کا اجلاس ۱۲ اکتوبر صبح دس بجے تک کے لئے

ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کی کارروائی دو بجکر پانچ منٹ پر مورخہ ۱۲ اکتوبر صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی۔